۷۸۶

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۱

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

الحفظ

فرقۂ حقہ شیعہ کا مذہبی اور علمی ماہوار رسالہ

زیر حمایت و سرپرستی

شمس العلماء سرکار حجۃ الاسلام علامہ حائری مجتہد العصر مدظلہ

مُدیر

خاکسار ایم - ایم عبد اللہ

جھوٹے اور اشتہاری دھوکا بازوں پر لعنت!

کشمیری لذت النسا۔ بہار عیش با تصویر جس میں مرد عورتوں کی ۴۸ تصاویر مرد و عورت کا رضامند رہنا خانہ آبادی کے ذرائع اور عملیات غرضیکہ سینکڑوں باتیں جن کے بیان سے حیا مانع ہے۔ ۲۹۹ صفحات۔ قیمت ۱؎ ہے۔

خفیہ کوک شاستر۔ کیا اب بھی آپ کی حسرت باقی رہے گی۔ بس اگر دل کی حسرتیں نکالنا ہے تو خفیہ کوک شاستر با تصویر منگائیے۔ قیمت عہ۸؎

سُرمہ محبت ایک بزرگ کا عطیہ ہے جس کی ایک سلائی آنکھ میں لگا کر سامنے جانے سے تسخیر خلائق ہوگی۔ سنگدل انسان بھی مطیع ہو جائے گا۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ ہدیہ صرف عہ۸؎

عطر محبت۔ شاہ شرف الدین درویش کا عطیہ جس کو کپڑے میں لگا کر جانے سے سنگدل مطلوب مطیع ہوگا۔ اور تمام عمر غلام رہے گا۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ ہدیہ صرف عہ۸؎

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ وہ سب کو دیکھے لطف یہ کہ اس کو کوئی نہ دیکھے۔ اعجاز زاہدی کا خاص عمل جن میں اور ہزارہا علوی سفلی محبت و عداوت زبان بندی کے عملیات کیمیا۔ ہمزاد جن و پری کو مطیع کرنا وغیرہ ۲۲۴ صفحات۔ تیغ تلوار کا وار خالی جائے مگر اس کا کوئی عمل خالی نہ جائے گا۔ قیمت ۱؎ ہے۔

تعویذ محبت۔ ایک بزرگ کا عطیہ جس کے گلے میں باندھنے اور چند منٹ روزانہ عمل سے مطلوب سینکڑوں منزل سے آملتا ہے ہدیہ عہ۸؎

مفتاح الغیب با تصویر۔ غیب کی بات بتانیوالی دل کی مراد بر لانیوالی نادر کتاب۔ قیمت ۲؎

تعویذ حُب۔ اپنے مطلوب کو مطیع کر کے دوسروں کو فائدہ پہنچائیے۔ ہدیہ ۸؎

دعا مفید المحبت معہ موہنی منتر۔ دعا سے ۲۱ یوم اور موہنی منتر سے ۳ یوم میں مطلوب مل جاتا ہے عہ

۲۵ منٹ میں ہمزاد۔ اسم اعظم کی سلیمانی انگوٹھی جس پر اسم اعظم کندہ ہے۔ پرچہ ترکیب کے موافق ۲۵ منٹ میں ہمزاد دیکھ لیجئے۔ پھر رفتہ رفتہ عمل کرنے پر آپ کا غلام ہو جائیگا۔ اگر ہاتھ میں رکھیں تو آسمانی بلا سے محفوظ رہوگے۔ تجارت میں ترقی۔ نوکری میں برکت دشمن مقہور ہونگے۔ ہدیہ صہ۸؎

طلسم حیرت۔ ایک عجیب غریب فسانہ منظوم جسکو پڑھنے پر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ قیمت ۳؎

پیر خورد سال با تصویر۔ عجیب ہنسانے والا ناول۔ قیمت صرف ۴؎

قواعد ضوابط میں حلفیہ کہتا ہوں جو تعویذ وغیرہ اس اشتہار میں درج ہیں وہ اس قدر مؤثر ہیں جیسے میں نے لکھے۔ اگر آپ کی غلطی سے مؤثر نہ ہوں یا کسی کام کو حکم خدا نہ ہو۔ اس حالت میں نہ میں قابل ملامت ہونگا اور نہ قیمت واپس کی جائیگی۔ غرضکہ کوئی کتاب یا دوا یا تعویذ واپس نہ لی جائیگی البتہ اگر غلطی سے کام ہوگا تو اطمینان کر دیا جائے گا۔

المشتہر:۔ **بہار عیش اینڈ کو۔ نانوتہ۔ ضلع سہارنپور**

قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے | **الحافظ** | قیمت فی پرچہ چار آنے

جلد چہارم | بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۸ء مطابق صفر المظفر | نمبر (۸)

باب الفتاویٰ

سوال۔ مداح لوگ نظماً ایک روایت پڑھتے ہیں۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے حسنین علیہم السلام کو ایک یہودی کے پاس بارہ ہزار روپے پر گرو رکھا۔ اس روایت کے متعلق حضور کیا حکم دیتے ہیں۔ صحیح ہے یا غلط اور اس کا پڑھنا ثواب ہے یا گناہ؟

الجواب۔ روایت مذکورہ غلط۔ افترا۔ اور بہتان ہے اور اس کا پڑھنا سُننا دونوں گناہ ہے۔

سوال۔ قرآن مجید میں ہے انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ ہم نے قرآن کو ایک مبارک شب میں نازل کیا۔ پھر فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ اندریں صورت اس کا کیا مطلب ہے۔ جو کہا جاتا ہے۔ کہ قرآن ایک ایک آیت کرکے نازل ہوا۔ اور اس نزول سے پہلے آنحضرت صلعم علم قرآن پر واقف تھے یا نہیں۔

الجواب۔ حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ پیغمبر صلعم جب سے لوح محفوظ کا مطالعہ کر چکے تھے تمام قرآن ان کو یاد اور معلوم تھا۔ اسی لئے قرآن میں آیا ہے ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل رب زدنی علما پ۱۶ ع۱۵ یعنی (اے پیغمبر تمہاری طرف جو قرآن وحی کیا جاتا ہے) وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر۔ اب اس سے ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلعم قرآن کے ظاہری نزول سے پہلے بھی قرآن پر عالم اور واقف تھے ...... ورنہ نزول وحی سے قبل ان کو قرآن پڑھنے سے ممانعت نہ کی جاتی۔

رہا لیلہ مبارکہ قدر میں نزول قرآن سو وہ اس مبارک شب میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف ہوا ہے یا قلب مطہر جناب ختمی رسالت روحی فداہ پر ہوا۔ پس یہ حالت کسی طرح ظاہری نزول کے بعد جو حسب مصالح عدیدہ فی وقت دون وقت ہوتا رہا۔ مخل اور منافی نہیں ہوسکتا۔ وہو العالم۔

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ:۔ علی الحائری

شذرات

مؤرخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء کو بتقریب چہلم قدوۃ السالکین افتخار الواعظین مولانا سید محسن علی شاہ صاحب قبلہ سبزواری اعلی اللہ مقامہ ان کے مزار واقعہ کربلا گامے شاہ میں مجلس منعقد ہوئی۔ مجلس عزا کے اختتام پر مرحوم و مغفور خلد آشیاں جنت مکان مولانا مرحوم اعلی اللہ مقامہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور فاتحہ خوانی پر مجلس ختم ہوئی ؂

نہایت افسوس سے یہ خبر سُنی جائے گی کہ جناب سلطان الذاکرین سردار حسین علی خان صاحب قزلباش کی حلیلہ جلیلہ نے کئی مہینوں کی علالت کے بعد ۳۱ جولائی ۱۹۲۸ء کو انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سردار صاحب ممدوح سے اس سانحہ کبرےٰ میں ہم کو دلی ہمدردی ہے ؂

چہلم امام علیہ السلام لاہور میں ہر عشرہ اعشار اربعہ میں سے متعدد امام باڑوں میں حسب معمول سنین ماضیہ قائم ہوا۔ خوب رونق رہی۔ ذاکرین شیریں کلام اور واعظین عظام نے خوب خوب مجلسیں پڑہیں ؂

تعزیہ چہلم حسب معمول قدیم یہ تعزیہ امام باڑہ الف شاہ صاحب مرحوم سے بروز چہلم امام علیہ السلام اٹھایا گیا۔ ماتم داران کے متعدد حلقے تھے۔ اور زور شور سے ماتم کیا گیا۔ نوحہ خوانی بھی ہوئی۔ انتظام بہت اچھا تھا۔ بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب کپتان بہادر پولیس کا انتظام قابل تعریف تھا۔ مرزا محمد صادق صاحب انسپکٹر پولیس کوتوالی لاہور کی جدوجہد اور حسن انتظام قابل شکریہ ہے۔ کہ بڑے امن و امان کے ساتھ تعزیہ کربلا گامے شاہ پہنچ گیا اور کسی قسم کی کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ لوگ عام طور پر حسن انتظام کے مداح تھے ؂

والی ریاست خیرپور سندھ حضور ہز ہائینس والی خیرپور میر ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور بغرض تبدیل آب و ہوا پونا میں مقیم ہیں۔ ناظرین الحافظ ممدوح کے لئے دعا کریں۔ کہ بحرمت بیمار کربلا خدا ان کو شفاء کامل و صحت عاجل عطا فرمائے۔ آمین

پنجاب شیعہ مشن لاہور کا علی پور میں تبلیغی دورہ!

بتاریخ ۷ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ بنا بر دعوت مومنین علی پور جناب قبلہ و کعبہ حجۃ الاسلام شمس العلماء سرکار علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام ظلہ مع چند صحابیان سفر رضی اللہ عنہم سٹیشن بنو کے پر وارد ہوئے۔ جہاں پہلے سے سواری کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا تھا۔ شام کے قریب جناب

شمس العلماء علی پور میں وارد ہوئے۔ گرمی بہت زیادہ تھی۔ رات کو آرام کرنے کے بعد صبح کو ۹ بجے جناب قبلہ وکعبہ ممبر پر تشریف لے گئے اور ۱۲ بجے تک تبلیغی تقریر کی جس میں شیعہ وسُنی اہلحدیث اور مرزائی بکثرت جمع تھے۔ اور فرمایا بعد اختتام مجلس کے جس صاحب کو اس موضوع پر کچھ پوچھنا ہو۔ تو وہ پوچھ سکتا ہے۔ ختم مصائب پر ذوالجناح نکالا گیا۔ بعد فراغت جناب شمس العلماء اپنی فرودگاہ پر جب تشریف لائے تو مرزائی جماعت نے حاضر ہو کر کہا کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ مرزا قادیانی صادقین میں سے ہے۔ اس لئے بنص قرآن کو نوامع الصادقین مرزا صاحب کی پیروی کرنا واجب ہے۔ شمس العلماء دام ظلہ نے جواباً فرمایا اگر مرزا صاحب قادیانی صادقین میں سے ہوتے تو ان کی پیشگوئی نکاح محمدی بیگم والی ضرور پوری ہو کر رہتی۔ مرزا اسی انتظار میں فوت بھی ہو گئے۔ مگر محمدی بیگم انکے نکاح میں نہیں آئی۔ جب پیشینگوئی جھوٹی ثابت ہو گئی تو پھر مرزا صاحب کو نوامع الصادقین کا کسی طرح مفہوم نہیں قرار پا سکتے۔ مرزائی سخت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو شرط سے معلق کیا ہے۔ اس پر ان سے کہا گیا۔ کہ یہ غلط ہے۔ اچھا اگر کوئی شرط پیشگوئی میں ہے۔ تو پیش کرو۔ وہ کتاب موجود نہ ہونے کا بہانہ کر کے فرار ہو گئے۔ اس سکت مختصر گفتگو سے شیعہ اور سنی حاضرین بہت محظوظ اور مسرور ہوئے۔

۱۱۔ صفر کو بعد فراغت جناب شمس العلماء دام برکاتہ مع صحابیان کرام کراچی میل سے مع الخیر مراجعت فرمائے لاہور ہوئے۔

پنجاب شیعہ مشن لاہور کا ضلع جھنگ میں تبلیغی دورہ

حسب درخواست و دعوت جناب سید ریاض حسین صاحب رئیس اعظم ٹھٹہ محمد شاہ ضلع جھنگ عالی جناب حضور صدر المفسرین سرکار شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر دام برکاتہ ۵۔ اگست ۱۹۲۸ء روز یکشنبہ بوقت ۱۰ بجے صبح مع صحابی سفر رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر ۲ بجے عصر چک جھمرہ پہنچے۔ وہاں سے ۵ بجے روانہ ہو کر ۶ بجے عصر چنیوٹ اسٹیشن پر پہنچ گئے جہاں خواص و عوام اور روسائے عظام بغرض استقبال موجود تھے۔ صلوات کے نعروں اور پھولوں کے سایہ میں جناب شمس العلماء دام ظلہ گاڑی سے اُترے اور دست بوسی کے بعد وہیں اسٹیشن پر مجمع عام میں حضور قبلہ وکعبہ دام ظلہ کی آمد پر مبارکباد دی اور اظہار امتنان و تشکر کا ایک قابل قدر قصیدہ پڑھا گیا۔ اور اس کے بعد عام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ بعد فراغت قصیدہ جناب شمس العلماء دام برکاتہ موٹر میں جلوس کے ہمراہ مولود خوانی کے ساتھ شہر چنیوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور شب کو وہیں چنیوٹ میں آرام فرمانے کے لئے توقف کیا۔ نماز مغربین سے فراغت کے بعد شیعہ و سنی احباب سے مختلف مسائل میں گفتگو ہوتی رہی خصوصاً

ایک اہلسنت مولوی صاحب کے سوال پر کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ ہے یا نہیں۔ جناب قبلہ نے بدلائل عقلی و نقلی مؤید بآیات و احادیث ایک مختصر و جامع تقریر کی۔ جس پر وہ مولوی صاحب خاموش ہو رہے۔ ان کے بعد ایک دوسرے سنی مولوی صاحب نے شہادت مظلوم کو پیش کرتے ہوئے رونے۔ پیٹنے۔ علم اور تعزیہ و ذوالجناح نکالنے کو ناجائز اور بے صبری کا مرادف ہونا ظاہر کیا۔ جس پر جناب شمس العلماء دام ظلہٗ نے قرآنی پانچ آیتیں پیش کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ رونا۔ پیٹنا غم حسین علیہ السلام میں اور علم۔ تعزیہ اور ذوالجناح نکالنا شعائر اسلامیہ میں داخل ہے۔ اس تقریر کے بعد نصف شب گذر چکی تھی۔ جب قبلہ و کعبہ فرش خواب پر تشریف فرما ہوئے۔ صبح بعد فراغت نماز بعض مومنین نے اپنے ضروریہ مسائل دریافت کئے اور ۸ بجے بذریعہ موٹر بمقام ٹھٹھہ محمد شاہ۔ جو چنیوٹ سے تقریباً ۳۰ میل پر ہے روانہ ہوئے اور ۱۰ بجے وہاں پہنچ گئے۔ جہاں اطراف و جوانب ضلع جھنگ و دیگر اضلاع سے بھی بکثرت سادات و مومنین پہلے سے ہی جمع ہو چکے تھے۔ اور اعلیٰ پیمانہ پر اہتمام و انتظام مجالس کیلئے کیا گیا تھا۔ ضلع جھنگ جو دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں مذہبی رسوم اور معاملات میں بہت زیادہ محتاج اصلاح ہے۔ جناب شمس العلماء دام ظلہٗ نے ان کو تمام ضروریات مذہبیہ کی طرف متوجہ کیا۔ اور ان کو ثواب و عذاب۔ حلال و حرام۔ صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ کے ضروریہ مسائل پہلے ہی مجلس میں تلقین فرماتے ہوئے ان کا پابند رہنے کی ہدایت اور تلقین فرمائی۔ باقی مجلسوں میں تفسیر الآیات کے ساتھ توحید۔ نبوت۔ خلافت و امامت کے معرکۃ الآراء مباحث کو کچھ ایسی طرح ذہن نشین کرا دیا کہ ہر شخص مجلس سے ایمان کامل لئے ہوئے اور دامن دل کو مرادوں سے بھرے ہوئے اٹھا۔ امید ہے۔ کہ یہ خیالات اور جذبات ان اضلاع میں منتشر ہونے پر جھنگ کی شیعی دنیا میں ضرور ایک عظیم الشان مذہبی انقلاب پیدا ہوگا۔ اور وہ رسوم جاہلیت سے تدریجاً تائب ہو کر شیعیت کا صحیح مفہوم ثابت ہونگے۔ بحمد اللہ تعالیٰ کامیابی کے بعد جناب شمس العلماء دام ظلہٗ ۹۔ اگست ۱۹۲۸ء کو مطابق ۲۲ صفر ۱۳۴۷ھ کو صبح آٹھ بجے ٹھٹھہ سے بذریعہ موٹر روانہ ہو کر چنیوٹ آئے اور ۱۲ بجے کی ٹرین سے روانہ ہو کر شام کو ۷ بجے مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لاہور بخیر و عافیت پہنچ گئے ہیں۔

نوٹ: تمام رؤساء سادات عظام ٹھٹھہ محمد شاہ مثلاً جناب سید حیدر شاہ صاحب و جناب سید عیسیٰ شاہ صاحب و سید محمد شاہ صاحب وغیرہم عموماً اور جناب سید ریاض حسین شاہ صاحب خصوصاً قابل مدح و تعریف ہیں۔ جن کی دعوت مخلصانہ پر جناب شمس العلماء جیسی بزرگ ہستی وہاں پہنچی اور وہاں کے مومنین میں ہدایت کی روح پھونکی گئی۔ ان سادات کی طرف سے جو اہتمام مہمانداری کا کیا گیا تھا وہ بھی قابل تعریف تھا۔ باوجود تعزیہ داری کے ہر وقت مہمان نوازی اور اظہار خلوص میں ان کا منہمک رہنا بھی قابل شکریہ ہے۔

راقم سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور

پیغمبر اسلام سے بخطاب روح اللہ مسیح افضل نہیں ہو سکتے!

(از افادات عالیہ حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر)

سوال۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کو روح اللہ نام رکھا گیا ہے۔ اور یقینی ہے کہ ہر انسان اور حیوان کی روح اُس کے بدن سے بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہمیشہ روح کے بقاء اور زوال سے بدن کا بقا اور زوال ہے۔ پس جب کہ افضلیت روح کی ثابت ہو چکی ہے۔ تو علانیہ حضرت عیسیٰ کا تمام انبیاء سے افضل ہونا صاف ظاہر ہے اور اگر روح اللہ سے بہتر کوئی نام قرآن شریف میں محمدؐ صاحب کے واسطے ہو تو بیان فرمائیں۔

جواب۔ اس کا ایک مقدمہ اور چند وجہ مختصر میں بیان کیا جاتا ہے۔ **مقدمہ** بیان ہوتا ہے۔ تحقیق میں اصل متنازعہ فیہ کے اور وہ دو چیزیں ہیں۔ اوّل اہل لغت اور اشتقاق کے نزدیک لفظ روح مشتق ہے۔ رواح اور رواحًا سے اور بعضوں نے واؤ کو واسطے کسرہ ماقبل کے یا سے بدل کر کے ریاحًا پڑھا ہے۔ اور معنی اس کے نفس اور نسیم کے آئے ہیں چنانچہ ابن اعرابی کے نزدیک روح اور نفس ایک شے ہے۔ امّا حکمار اور علماء اور ڈاکٹروں کے نزدیک حقیقت روح میں اختلاف ہے پس بعضوں کے نزدیک روح رطوبت غریزیہ ہے۔ کیونکہ یہ رطوبت حالت ہیضہ میں ایک دست یا ایک قے سے خارج ہو جاتی ہے۔ اور آدمی مرجاتا ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک روح شریانوں کا خون صالحہ ہے اور بعضوں کے نزدیک روح دم کا نکلنا اور لینا ہے۔ جیسے شخص پھانسی دینے سے مرجاتا ہے۔ اور بعض محققین کے نزدیک روح خون کے بخارات ہیں۔ جن کے رگوں اور پٹھوں میں پھیلنے سے شخص حرکت و سکون کرتا ہے۔ جیسے انجن بخارات کے ذریعے سے چلتا ہے۔ غرض روح کی تحقیق میں اکتالیس قول خاکسار کی نظر سے گذرے ہیں اور ان میں سے اکثر اقوال میں نے کتاب منہاج السلامہ میں ذکر کئے ہیں۔ اب رہا یہ کہ آیا روح مجردات سے ہے یا جواہر سے یا اعراض سے اس میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک ہر حیوان کی روح اعراض سے ہے۔ جو موجد اور محل کا محتاج ہے۔ کیونکہ اس کا بذاتہ قیام ناممکن ہے۔ **دوم** اس بات کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ خدا کیا ہے۔ تمام حکمار اور عقلار اور جمہور محققین اور اعلام ادیان کے نزدیک خدا اس پاک ذات کا نام ہے۔ جو واجب بذات۔ قائم بنفسہ اور تمام عیوب اور مناقص اور جسم اور جسمانی لوازموں سے مبرّا اور منزّا ہو اور اس میں تمام صفتیں کمالیہ و جمالیہ اور جلالیہ موجود ہوں۔

پس روح جو لوازم جسمانی سے ہے خواہ وہ مذکرہ بالا تینوں قسم میں سے کسی ایک سے

ہو۔ اس کا خدا کی طرف نسبت دینا محال ہے۔ ورنہ خدا کی شباہت مخلوق سے لازم آتی ہے۔ اور یہ بھی ناممکن ہے۔ حالانکہ حق تعالیٰ اپنی توصیف خود فرماتا ہے "لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر"۔

تنبیہ۔ چونکہ خدا کا جسم اور روح سے مجرد ہونا ثابت ہو چکا ہے تو لفظ روح اللہ کے معنی ضروری ہے کہ مجازی ہو۔ بنا بریں چند جواب مختصراً ذیل میں لکھے جاتے ہیں:۔

اول۔ یہ کہ لفظ روح اللہ اسمار خدائے تعالیٰ سے ہے اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کو انبیار جلیل القدر میں سے ایک ایک خطاب اور لقب سے مخصوص کیا ہے۔ جیسے حضرت آدمؑ کو صفی اللہ اور نوحؑ کو نجی اللہ اور ابراہیمؑ کو خلیل اللہ اور موسیٰؑ کو کلیم اللہ اور عیسےٰؑ کو روح اللہ اور محمدؐ کو حبیب اللہ کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ سلاطین دنیا بھی اسی طرح سے امرا اور ارکان دولت کو انواع مختلفہ سے خطاب دیتے ہیں۔ جیسے کسی کو عین السلطان اور کسی کو لسان السلطان۔ منتظم الدولہ اور حسام السلطنت اور مختار الملک وغیرہ خطاب دیئے جاتے ہیں تاکہ مملکت اور رعیت میں سرفراز اور ممتاز رہیں پس یہ تمام القاب مجازی ہوتے ہیں۔ نہ کہ حقیقی۔

دوم۔ لفظ روح اللہ خاص حضرت عیسیٰ کے واسطے نہیں ہے بلکہ حضرت آدم کے واسطے بھی ہے۔ لقولہ تعالیٰ "ونفخت فیہ من روحی" اور نیز لقب پیغمبر آخرالزمان کا بھی ہے۔ چنانچہ کتب سابقہ میں آنحضرت صلعم کو روح القدس اور روح الحق والیقین سے یاد کیا ہے۔ اور قدس اور حق بالاتفاق اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا کی چودھویں فصل میں وارد ہے "قال عیسیٰ انی اطلب من ابی ھو یکم ویاتیکم فارقلیط آخر لیکون معکم الی الابد والفارقلیط روح الحق والیقین" اور یوحنا کی پندرہویں فصل میں بھی وارد ہے "واما فارقلیط روح القدس الذی یرسلہ ابی وبہ سمی وھو یعلمکم جمیع الاشیاء" اور سولھویں فصل میں بھی وارد ہے۔ "اذا جاء روح الحق والیقین یرشدکم ویعلمکم ویدبرکم ویجمع الحق لانہ لیس یتکلم بدعۃ من تلقاء نفسہ"۔ تینوں آیتوں کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فارقلیط کو جو روح الحق اور روح الیقین اور روح القدس بھی ہے بھیجے گا۔ پس سب لوگوں کو تمام اشیاء کی تعلیم فرماوے گا۔ کیوں کہ وہ بغیر وحی کے کلام نہیں کرتا ہے۔ ان تمام آیتوں سے آنحضرت کا لقب روح الحق اور روح الیقین ثابت ہے پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ روح اللہ کے لقب کا خاص حضرت عیسیٰ کے واسطے ہونا باطل ہے۔ خاکسار نے جلد چہارم کتاب غایت المقصود اور کتاب بشارات احمدیہ میں ایسی بہت بشارتیں ذکر کی ہیں۔

جواب سوم - اگر یہ لقب حضرت عیسیٰ کا مجازی نہ ہو بلکہ حقیقی فرض کیا جائے تو جب حضرت آدم میں بمقتضائے آیہ ونفخت فیہ من روحی، اور حضرت عیسیٰ اور مریم میں بمقتضائے آیہ فاحصنت فرجھا ونفخنا فیہ من روحنا حق تعالیٰ نے اپنی روح ڈال دی ہے تو خارج نہیں ہے۔ یا حق تعالیٰ نے اپنے روح کا کچھ حصہ ان میں ڈال دیا ہے۔ یا کل روح ان میں اپنی ڈال دی ہے۔ پہلی صورت میں ضروری ہے کہ دیکھا جائے آیا وہ حصہ روح کا جو ان میں ڈالا ہے الہیت میں معتبر تھا یا نہ تھا۔ اگر وہ حصہ روح کا الہیت میں معتبر تھا تو جس وقت ایک حصہ اس روح میں سے حضرت آدم میں ڈالا گیا۔ تو حق تعالیٰ ناقص روح سے کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ اور فرضاً اگر اس ناقص روح سے زندہ بھی رہا ہو۔ تو جب باقی روح حضرت عیسیٰ میں ڈالی گئی تو لازم آتا ہے حق تعالیٰ بسبب خارج ہو جانے کل روح کے مر گیا ہو اور نیز آدمؑ اور عیسیٰؑ کا اس ناقص روح سے زندہ رہنا محال تھا اور یہ تینوں صورتیں یقیناً باطل ہیں۔ اور اگر وہ کچھ حصہ روح کا الہیت میں معتبر نہ تھا بلکہ زائد تھا تو ایک شے زائد غیر معتبر سے۔ ہرگز حضرت آدمؑ اور عیسیٰؑ کو کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی اور دوسری صورت میں جب کہ حق تعالیٰ نے اپنی کل روح حضرت آدم میں ڈال دی ہو تو خدا بغیر روح کے کیسے زندہ رہ سکتا تھا اور اس وقت عیسیٰ میں کون سی خدا نے اپنی روح ڈالی تھی۔ مگر آنکہ دو خدا ہونے جن میں سے ایک نے آدمؑ میں کل روح اپنی ڈالی ہوتی اور دوسرے نے عیسیٰؑ میں تو اس وقت ایک تو تعدد خدا کا لازم آتا اور دوسرے یہ کہ دونوں خدا بسبب نکل جانے کل روح کے مر جاتے اور یہ ناممکن ہے اور اگر کہا جائے ایک خدا چونکہ متعدد ارواح رکھتا ہے۔ اس میں سے ایک روح حضرت آدمؑ میں اور دوسری روح حضرت عیسیٰؑ میں ڈال دی ہے۔ تو اس صورت میں ارواح متعددہ کی تشریک خدائے واحد کی نسبت لازم آتی ہے۔ اور یہ بھی باطل۔ پس نتیجہ یہ ہوا چونکہ تمام صورتیں متذکرہ بالا باطل ہیں۔ تو ضروری ہوا کہ لفظ روح اللہ اور روح الیقین اور روح القدس اور روح الحق جو حضرت آدمؑ اور عیسیٰؑ اور محمدؐ اور جبرائیلؑ علیہم السلام کے نام رکھے گئے ہیں القاب مجازی ہوں تاکہ کفر اور شرک لازم نہ آوے۔

تنبیہ حضرت آدمؑ اور عیسیٰؑ کو روح اللہ کے لقب کے لئے دو سبب ہیں۔ **اول** یہ کہ آدمؑ کو روح اللہ کے لقب دینے میں وجہ یہ تھی۔ کہ ملائکہ اور اجنہ کے قلوب میں تعظیم اور اجلال اور وقر آنحضرت کا حاصل ہو۔ تاکہ سجدہ کرنے سے انکار نہ کریں۔ **دوم**۔ یہ کہ یہود اور مجوس نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو متہم الولادت کہتے تھے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے واسطے رفع کرنے اس تہمت کے آنحضرتؑ کے روح کی نسبت اپنی طرف دی۔ تا آئندہ ایسے کلمات

ناشائستہ سے دست بردار ہوں ۔ اب رہا یہ کہ محمد مصطفے صلعم کا کوئی نام بہتر لفظ روح اللہ سے قرآن میں آیا ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً حق تعالے نے پیغمبر کو نجم درخشندہ قرآن میں یاد فرمایا ہے ۔ بقولہ والنجم اذا ھویٰ یعنی قسم ستارہ درخشندہ کی یہ اشارہ ذات آنحضرت صلعم کی طرف ہے ۔ والنجم اذا ھویٰ ؂

دوم۔ یہ کہ قرآن مجید میں حق تعالے نے آنحضرت کو آیۂ انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً سے یاد فرمایا ہے ۔ اس آیت سے آنحضرت کے لئے پانچ نام ثابت ہوتے ہیں ۔ **ایک** شاہد چونکہ حق تعالیٰ کی وحدانیت اور الٰہیت کا ثبوت آنحضرت صلعم کی شہادت سے ہوتا ہے ۔ لہٰذا آنحضرت صلعم کا لقب شاہد سے یاد فرمایا گیا ہے **دوسرے** مبشر یعنی نجات ابدی کی بشارت دینے والا ۔ **تیسرے** منذر یعنی عذاب ابدی سے ڈرانے والا ۔ **چوتھی** داعی یعنی خدا کے اذن سے لوگوں کو اسلام کی دعوت کرنے والا ۔ **پانچویں** سراجاً منیرا چراغ روشنی دینے والا اور یہ ہر ایک لقب متذکرہ بالا لقبوں میں سے آنحضرت کے مرفوع المرتبہ اور عظیم المنزلت ہونے پر دلالت صریح کرتا ہے ؂

سوم۔ آیۂ شریفہ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین آنحضرت صلعم کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔ اور اس آیت میں حق تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو کلمۂ نور سے یاد فرمایا ہے ۔ چنانچہ خود آنحضرت صلعم نے بھی آیت کی تشریح میں فرمایا ہے " اول ما خلق اللہ نوری " یعنی سب سے اول حق تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور نیز فرمایا ہے انا و علی نور واحد قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام یعنی آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے میں اور علیؑ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں پس بالاتفاق حق تعالیٰ نے آنحضرت کو اسم نور سے یاد فرمایا ہے اور باقی بشارات اور اسمار اور القاب آنحضرت کے رسالہ بشارت احمدیہ اور جلد چہارم غایت المقصود اور تفسیر لوامع التنزیل میں آیۂ شریفہ قل انی علی بینۃ من ربی کے ذیل میں مفصل طور پر مذکور ہیں ۔ من شاء فلیرجع الیھا ۔ **بیان** لفظ نجم اور چراغ سے مراد نور الٰہی ہے ۔ اما تعریف نور کی یہ ہے کہ وہ ایک قسم کا جوہر ہے ۔ جو بذاتہ وضی اور غیر کے لئے مضئی ہوتا ہے ۔ اور تمام حکمار اور علمار اور عقلار کے نزدیک بالاتفاق یہ نور تمام مخلوقات علوی اور سفلی سے اعلیٰ اور افضل اور اشرف ہوتا ہے ؂

تنبیہ ۔ جب کہ نور کی تعریف اور آنحضرت صلعم کا نور سے مخلوق ہونا ثابت ہو چکا تو اس مطلب کا ظاہر کرنا ضروری ہے ۔ کہ جیسے شمع روشن کو غلاف قندیل میں رکھا جاتا ہے ۔ ایسا ہی چونکہ الجنس الی الجنس میل انسان سے موانست کے لحاظ سے آنحضرت بھی بشری

غلاف میں بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ عالم سفلی ناسوتی کو بروجہ تام تعلیم اور تکمیل فرماویں۔ اور لوگ بھی ان کی صحبت سے نفرت حاصل نہ کریں۔ اسی واسطے اہل مکہ اور مدینہ ہمیشہ ملاحظہ کرتے تھے کہ جسد منور میں آنحضرت کے باوجود ہونے لباس کے وقت نبوت سے مدت العمر تک ہرگز سایہ نہ تھا۔ اور یہ مرتبہ کسی کو انبیائے سلف میں سے ہرگز حاصل نہ ہوا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ آنحضرت کا تسمیہ نور الله لفظ روح اللہ سے افضل اور اکمل اور اشرف ہے۔

چہارم۔ آیہ شریفہ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين آنحضرت کی شان میں نازل ہے۔ یعنی اے محمد صلعم نہیں بھیجا ہے ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے کل عالمیان کے۔ چونکہ لفظ عالمین عالم کی جمع ہے۔ اور عالم تمام معلوم الٰہی کو کہتے ہیں۔ اور جمع پر الف و لام کے داخل ہونے سے استغراق کا فائدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا صیغہ عالمین میں تمام اشخاص علوی اور سفلی اور نوری اور ناری خاکی اور آبی اور ہوائی اور نیز تمام انبیاء ان میں حضرت عیسیٰ بھی داخل ہے۔ پس رحمۃ للعالمین اور حضرت روح اللہ میں فرق ظاہر اور روشن ہے۔

پنجم۔ آیہ شریفہ واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا الخ حق تعالے نے شب معراج میں تمام انبیاء کو جمع کرکے حضرت محمد مصطفےٰ کو فرمایا۔ کہ ان انبیاء سے جن میں حضرت عیسیٰ بھی شامل تھے۔ استفسار کر کہ تم سب کس لئے مبعوث ہوئے ہو۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ خدا کی ربوبیت اور توحید اور تیری نبوت اور علیؑ کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

ششم۔ آیہ شریفہ واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه الی قوله قالوا اقررنا وانا معكم من الشاهدين یعنی حق تعالے نے عالم میثاق میں تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ نبی آخر الزمان پر ایمان لاویں اور اس کی مدد کریں جب سب انبیاء نے اقرار کیا تو حق تعالے نے فرمایا تم سب ایک دوسرے کے شاہد رہو۔ میں بھی تمہارا شاہد ہوں۔ پس ان آیات سے ثابت ہوا۔ چونکہ آنحضرت کی نبوت اور ایمان اور مدد کا اقرار تمام انبیاء سے لیا گیا ہے۔ لہٰذا آنحضرت صلعم کا نبی الانبیاء اور متبوع الانبیاء ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ آنحضرت خود بھی فرماتے ہیں لو کان موسیٰ حیًا ما وسعه الا اتباعی یعنی اگر حضرت موسیٰ اب دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے بغیر ہرگز گذارہ نہ کر سکتے۔ پس چونکہ متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے۔ لہٰذا آنحضرت کا سب سے افضل ہونا ثابت ہے۔ اور مطابق اس کے کتاب حضرت دانیال کی نویں فصل میں وارد ہے۔ جس

کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جبرائیل نے حضرت دانیال سے کہا۔ کہ عنقریب سب پیغمبروں کا پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے اور اس وقت اسلام کی بنا رکھی جاویگی اور وصی اس سردار کا شہید ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم سید الانبیاء و نبی الانبیاء ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید وکتب سابقہ کی رو سے واضح ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کل انبیاء کی طرف جن میں حضرت عیسیٰؑ بھی داخل ہے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور ان کی نبوت کا میثاق کل انبیاؤں سے لیا گیا ہے

ہفتم۔ آیہ شریفہ انه لقول رسول کریم عند ذی العرش مکین

یعنی چونکہ خاتم الانبیاء رسول گرامی منزلت اور عالی مرتبہ ہے۔ اس لئے حق تعالےٰ کے نزدیک اس مکین کا مکان عرش پر بہت قریب اور اعلیٰ ہے۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے شب معراج کو مقام قاب قوسین او ادنیٰ میں آنحضرت کو بٹھایا تاکہ کل انبیاء اور ملائکہ اور کل اہل آسمانوں اور زمینوں پر آنحضرت کا گرامی منزلت اور عالی مرتبہ ہونا ثابت اور ظاہر ہو۔ ورنہ حق تعالےٰ تو مکان اور جسم اور لوازم جسمانی سے منزہ اور مبرا ہے۔ **اشکال** اگر حق تعالےٰ کا مکان اور جسم اور تمام جسمانی لوازموں سے مجرد ہونا ثابت ہے۔ تو اس آیہ شریفہ میں لفظ مکین دلالت صریح قریب مکانی اور جسمانی پر کرتا ہے۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مکین فعیل ہے۔ اور فعیل فاعل اور مفعول کے معنی بھی رکھتا ہے۔ اما لغت میں مکین کے معنی رفعت اور عظمت اور مرتبہ اور منزلت کے آئے ہیں۔ چنانچہ مصباح منیر میں کہتا ہے۔ فلاں عند السلطان اعظم مرتبۃً وارفع منزلۃً۔ پس ثابت ہوا کہ مکین بمعنی مکون کے آیا ہے۔ یعنی صاحب عرش کے نزدیک آنحضرت سب خلق سے مقرب اور مرفوع المرتبہ اور عظیم المنزلت ہے۔ وہو العالم۔ احقر حائری

شان امامت

نمبر ۱

(گذشتہ سے پیوستہ)

یا ایہا الذین آمنوا اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم

ایسے بیّن مشاہدات کے بعد۔ شان امامت ملاحظہ کرنے کے بعد شناخت اولی الامر (امام زمانہ) میں کوتاہ بینی دھوکا دے رہی ہے۔ اس لئے اسے بار بار روشنی میں لانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ضرورت شناخت امام زمانہ کے نزدیک مسلم ہوجائے۔ کسی شخص میں گنجائش انکار باقی نہ رہے۔ اور عالم کو صراط مستقیم پر پہنچنا آسان ہوجائے۔ ضرورت شناخت

امام کو وہی آیہ وافی ہدایہ ثابت کر رہا ہے۔ جسے آپ عنوان پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یعنی جب ہم ماموریہ اطاعت امام ہیں تو بلا شناخت ہم کیونکر حق اطاعت ادا کر سکتے ہیں۔ حسی مثالیں ہمارے بیان کو ثابت کرنے میں زیادہ کامیاب ہونگی۔ ہمارے مجمع میں جناب مولانا حائری صاحب قبلہ یا جناب مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ تشریف فرما ہیں۔ جناب ایک شخص سے جس کا نام زید ہے ارشاد فرماتے ہیں میرے لئے پان بنالا۔ زید اپنے مقام سے اٹھتا ہے۔ اور ایک طرف چلا جاتا ہے۔ مجمع حیران ہے اور متفقہ طور پر کہہ رہا ہے۔ زید نے حق اطاعت ادا نہ کیا۔ نائب امام کے حکم سے سرتابی کی (یقیناً زید کو معرفتِ نائب امام حاصل نہیں۔) ؁

ایک شخص اپنے لڑکے کو حکم دیتا ہے حقہ بھر لا۔ لڑکا اس حکم کی مطلق پرواہ نہ کرکے غائب ہو جاتا ہے۔ دیکھنے والے کہہ رہے ہیں۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کا حق اطاعت ادا نہیں کیا کوئی اُستاد اپنے شاگرد سے پانی مانگتا ہے۔ شاگرد تعمیل حکم کی جانب توجہ نہیں کرتا۔ گو کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ لڑکا اپنے باپ کا شناسا ضرور ہے۔ لیکن اس کے حکم کی سرتابی یقیناً منافی معرفت ہے۔ یعنی حقیقی معرفت ہرگز حاصل نہیں۔ سرتابی احکام عدم معرفت کا لازمی نتیجہ ہے۔ میں تو کہوں گا۔ کہ بحالت عدم معرفت رسم سلام بھی اس تعظیم کے ساتھ نہ ہو گا جو اس کے شایان شان ہے۔ لہٰذا یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا۔ کہ اگر شناخت اولی الامر (امام زمانہ) نہ ہو گی۔ تو اوّل اس کے احکام کی تعمیل کی طرف توجہ نہ کی جائے گی اور اگر ہو گی تو اس کی شان کے مطابق نہ ہو گی ؁

عدم معرفت امام کی خرابیوں کو ملاحظہ فرمایئے۔ بمصداق آیہ زیر بحث جس کی اطاعت پر مامور کئے گئے ہیں اس کی اطاعت ہم نہ کر سکے۔ یا کم از کم حق اطاعت ادا کرنے میں ضرور قاصر رہے۔ ضرورت امام کو جملہ فرق اسلامیہ تسلیم کئے ہوئے ہے۔ اسی وجہ سے اس پر زیادہ بحث کرنی میں نے پسند نہ کی۔ لیکن یہ مقام غور ہے۔ جب ضرورت امام پر جملہ اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ اور امام کو نہ پہچان سکے تو بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ اپنے لئے ایک امام ہر وقت اور ہر زمانہ میں بنا لیا جاوے۔ چنانچہ اسلام کے ایک بڑے گروہ کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ لیکن اس کی خرابیاں اظہر من الشمس ہیں۔ بوجہ غفلت و عدم تدبر اصلی امام کا نہ پہچاننا اور مصنوعی امام کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں ڈال لینا۔ دونوں بُرا ہے۔ اصلی امام کی ترک اطاعت جس طرح موجب گناہ ہے۔ اسی طرح اس کی اطاعت کرنی جس کی اطاعت کا خدا نے حکم نہ دیا ہو یقیناً معصیت بزرگ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جس کو ہم اجماع سے امام بنا لیں اسی کی اطاعت ہم پر فرض ہو گی۔ یہ خیال اس سے بدتر اور یقیناً وزر عظیم رکھتا ہے۔ بھلا غور تو فرمایئے۔ آج اجماع نے ایک شخص کو امام مقرر کیا۔ کل اس کا فسق و

دفعہ ظاہر ہوا اجماع نے چند سے اس کی معزولی لازمی سمجھی اور ایک دوسرا امام مقرر کر لیا۔ خدا نے پہلے امام اوّل کی متابعت و اطاعت فرض کی۔ اس کی معزولی کے ساتھ امام دوم کی۔ تو لامحالہ یہ امر تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا ہمارا حاکم نہیں، بلکہ معاذ اللہ ہمارا محکوم ہے۔ ہم جس کسی کو بھی امام مقرر کرتے ہیں اس کی اطاعت ہم پر واجب کر دیتا ہے۔ لہذا ان خرابیوں پر نظر کرتے ہوئے لازم ہے۔ کہ امام کی شناخت میں امام کی معرفت حاصل کرنے میں کوشش بلیغ سے کام لیا جاوے۔ امام زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ صرف شان امامت پر جو اس میں نمایاں طور سے دکھائی دیتی ہے۔ نظر ڈالنی چاہیئے۔ تاکہ اس کی اطاعت کماحقہ ہو سکے۔ مثال میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ اطاعت کماحقہ لازم ہے اور اطاعت خدا ورسول وامام اطاعت مطلقہ ہے۔ جس میں سرتابی کیا معنی ایک دقیقہ تامل بھی ناروا ہے (انشاء اللہ تعالےٰ کسی نمبر میں اس کی توضیح کی جاوے گی) اس وجہ سے اگر امام کی معرفت حاصل کرنے میں ذرا بھی غفلت ہوئی۔ تو یہ جرم ناقابل معافی ہوگا۔ مثال دوم وسوم میں بھی باوجود شناخت حصول معرفت حکم کی سرتابی ہی نے ثابت کیا۔ کماحقہ حق اطاعت اس نے ادا نہیں کیا۔ گویا وہ اپنے باپ واستاد کے حقوق کا شناسا نہیں ہے۔ وہ صرف ظاہری اعضاء وجوارح کو پہچانتا ہے۔ رنگ روپ شکل صورت لمبا چوڑا گورا کالا دیکھ کر صرف یہ بتا سکتا ہے کہ یہ ہمارا باپ ہے یہ ہمارا استاد ہے۔ لیکن یہ معرفت نہیں ہے۔ جب تک اس کے حقوق کی بھی معرفت نہ ہو جائے بے کار ہے۔ اسی طرح سے زبانی تسلیم کر لینا اقرار کرنا کہ فلاں شخص امام ہے اور افضل عالم ہے۔ لیکن اگر اس کے حقوق کا عارف نہیں ہے یہ اقرار محض لغو اور فضول ہے۔ للہ ذرا سوچیے۔ مضمون پر سرسری نگاہ نہ ڈالیے یہ نہ خیال کیجیے۔ کہ کون شخص کہ رہا ہے۔ بلکہ یہ دیکھیے کہ کیا کہ رہا ہے ٭ (باقی دارد)

فراق۔ ہلور

خلیفۃ اللہ وخلیفۃ الناس

نمبر ۵

(گذشتہ سے پیوستہ)

بدر میں معاویہ کے بھائی حنظلہ۔ ولید بن عتبہ ماموں۔ عتبہ بن ربیعہ نانا کو موجود دیکھا نہ کسی کو زخمی کیا نہ زخم کھایا۔ جنگ احد میں (بقول علیؑ) کفر بعد ایمان کے اختیار کیا۔ خود

بھاگے اور اپنے رفیق عمر کو بھی ساتھ لیتے گئے۔ رسولؐ کو تنہا چھوڑا اور بھاگ نکلے نقض عہد کیا (تاریخ خمیس۔ تحفہ اثنا عشریہ) آخر الذکر کو اگر ہم بزدل کہیں تو مجرم۔ خطا دار۔ لیکن وہ خود اپنے تئیں بزکوہی کہتے ہیں یہ کیا ؟ (واقدی صفحہ ۲۳۴) کہاں شیر بیشہ ہیجا کہاں بزکوہی۔ علیؑ کو سولہ زخم کاری لگے جبرئیل و میکائیل سنبھالتے تھے (روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۹۲) (مدارج النبوۃ صفحہ ۱۵۴ جلد ۲) جن کی شجاعت کے مداح فرشتگان مقرب جس کی تلوار کی تعریف ملائکہ کریں۔ جس کے ہاتھ معرکہ سر ہو۔ بتاؤ یہ کرار غیر فرار افضل ہے یا وہ بھاگنے والے جو دوسرے روز و تیسرے روز فراری کے بعد واپس آویں۔ غالباً ترتیب واپسی کے لحاظ سے سلسلہ خلافت بھی مرتب ہوا۔ جنگ خندق میں جس کی تلوار کا ایک وار ثقلین کی عبادت سے افضل ہو وہ بہتر ہے یا ابوبکر و عمر و عثمان کہ جن سے کچھ بن نہ پڑی۔ جنگ خیبر کا کون فاتح ہے۔ کس نے اس مہم کو سر کیا۔ کیا فتح ابوبکر کے ہاتھ ہوئی جو علم لشکر لے کر شکست کھا کر بھاگے تھے۔ (معارج النبوۃ۔ حبیب السیر) یا عمر جنہوں نے اس معاملہ میں بعینہٖ تاسی ابوبکر کی کی۔

نہیں فاتح وہ ہے جو کرار غیر فرار ہے۔ خدا اور رسولؐ کا دوست ہے خدا اور رسول اس کے دوست ہیں۔ جو علم اس وقت لے کر واپس آیا کہ جب خیبر پر فتحیاب ہو چکا سکہ جما لیا۔ اہل بصیرت بتا سکتے ہیں کہ کون قابل ترجیح ہے۔ یہ شیر یزدان افضل ہے یا وہ روباہ صفت مردم کہاں وہ جہل سالہ جہالت کہاں یہ باب مدینہ علم۔ کہاں وہ صاحب تکفیر کہاں یہ صاحب تطہیر۔ باپ کی یہ حالت۔ بیٹی زوجیت رسولؐ میں آکر بھی گلیم مبارک میں داخل نہ ہوئیں۔ سوائے پنجتنؑ کے ام سلمہ بھی محروم رہیں خدا معلوم یہ کملی کیسی طیب و طاہر تھی۔ کہ زوجگان رسولؐ اس کے اندر داخل نہ ہونے پائیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس کملی میں وہ نفوس مقدسہ تھیں کہ جن کی ابتدا و انتہا پاکیزہ تھی۔ انوار عصمت و طہارت تھے۔ کہ کملی میں یکجا تھے۔ بہترین عصمت کا مرقعہ تھا۔ بے مثل طہارت کا گلدستہ تھا۔ اسی عصمت و طہارت نے وہ منزلت خانہ بنت رسولؐ کے بڑھا دی تھی۔ کہ اشرف الاولین والآخرین ہر روز صبح کو جا کر در دولت پر السلام علیک یا اہل البیت النبوۃ۔ (بروایتے نو ماہ تک کہتے رہے (جامع الاصول ترمذی) سبحان اللہ کیوں نہ اہلبیت کی منزلت اس پایہ کی ہو۔ اس لئے کہ (بقول رسول) ایک ہی اصل کے جزو ہیں۔

(احادیث) انا و علی من نور واحد۔ فاطمۃ بضعۃ منی الخ حسین منی و انا من الحسین۔ انا اصل و علیؑ فرعھا الخ شاہد ہیں (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری) ابوبکر بھی کسی نور کے ٹکڑے تھے۔

اس مقام پر پہنچ کر میں ابوبکر و عمر کے حالات ساتھ ساتھ لکھتا ہوں۔ اس لئے کہ

دونوں کی لائف اور کیرکٹر (واقعات زندگی) ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ حضور مقبول
کی حیات میں تین واقعات معرکۃ الآراء رہے۔ اول تخلف جیش اسامہ (۲) رد وصیت۔
(۳) واقعہ قرطاس ؛
دیکھو حکم خدا (۱) ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا
(پیغمبر اسلام جو کچھ بھی تم سے کہے بے چوں وچرا عمل کرو اور جس سے نہیں روکے اس
سے رُک جاؤ (۲) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (اطاعت رسول اطاعت خدا
ہے۔ اور حکم رسول کو اپنے حکم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وما ینطق عن الھوی
جیش اسامہ کی امارت سے تخلف کرنے والے پر لعنت خود رسولؐ نے کی (ملل ونحل ص۵)
وصیت رسولؐ کہ " اے امت والو ثقلین کتاب اللہ وعترت اہلبیت سے متمسک رہو اگر
ان سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اہل بیت وکتاب اللہ میں جدائی نہ ہوگی۔
انی تارک فیکم الثقلین الخ (مشکوٰۃ باب المناقب اہلبیت النبی ص۸۰۱ روایت
مسلم روایت ترمذی ص۴۱۲) مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا
نجیٰ ومن تخلف عنھا غرقھا (روایت احمد مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت النبی ص۴۲۲)
کیا ان وصیتوں کا رد کرنا اور مخالفت کرنے والا بقول رسولؐ وبقول خدا گمراہ نہیں ہوا۔
بیشک ان کی مخالفت عین گمراہی ہے۔ پس ابوبکر وعمر وغیرہم تخلف جیش اسامہ۔ عدم تمسک
بہ ثقلین رد وصیت انحراف حکم رسول کے باعث کیوں کر گمراہ نہیں ہوئے۔ نیز واقعہ
قرطاس ہے کہ شدت مرض میں آخر وقت میں حضور اقدس نے صحابہ کو حکم دیا ائتونی
اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا (صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ۵ باب مرض النبی
ص۱۴۰) لاؤ سامان کتابت تاکہ میں تم کو ایک وصیت نامہ لکھ دوں۔ کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو
اگر اس پر عمل کرو۔ اس فرمان واجب الاذعان پر صحابہ میں تزاع ہوئی اور شور وغوغا
بلند ہوا (روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ ص۵۵) حالانکہ حضرت نے امارت وخلافت کے
مشکلات کو دور کرنے اور استحقاق خلافت جسے حاصل تھا۔ اس کے اظہار کے لئے سامان
کتابت طلب کیا (امام غزالی۔ کتاب الشفاء مطبوعہ صدیقی بریلی ص۳۰۸ مصنفہ قاضی عیاض) لیکن
عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہہ کر قول رسولؐ کو منسوب بہ ہذیان کہا (صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد ۲
ص۴۳) ہذیان کہتے ہیں بیہودہ بکواس کو دیکھو ترجمہ نذیر احمد سنی معنی تھجرون پ۱۸ ع۴
آیہ مستکبرین بہ سمرا تھجرون) اور یہ وصیت نامہ علیؑ کی خلافت اور ان کی
مودت وان سے متمسک رہنے کے لئے لکھنے والے تھے۔ لیکن عمر نے خود روک دیا (دیکھو تاریخ
بغداد۔ شرح ابن ابی الحدید جزو اول مطبوعہ طہران ص۵۱) ؛

صابر جونپوری

لبیک بجواب صلاح نیک!

سید افضل حسین صاحب بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن) ایف۔ ایس۔ ایس (ہارورڈ) نے ایک مضمون "صلاح نیک" کے عنوان سے سپرد قلم فرمایا ہے جو اخبار "لکھنؤ" فیض آباد میں شائع ہوا۔ جسے اخبار "صراط" لکھنؤ نے اپنی قریبی اشاعت میں نقل کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ جناب وکیل صاحب نے ۱۳ ماہ حال کا صراط مطالعہ فرمایا یا نہیں۔ اگر نہ دیکھا ہو۔ تو اب دیکھیں۔ ان کے پہلے ہی جملہ کا جواب "صراط" نے اپنے طرز عمل سے دے دیا۔ مغرب پرستی کے انوکھے انداز اور علمار کرام کی تضحیک جو بقول وکیل صاحب داخل فیشن ہو گئی ہے۔ اس کے ذمہ وار خود خداوندان شیعہ کالج ہیں نہ کہ کوئی اور۔ صراط کے اسی نمبر کو جس میں ان کا مضمون شائع ہوا ہے وکیل صاحب ملاحظہ فرمائیں۔ اور قابل ایڈیٹر صاحب کے نوٹ کو جو اُنہوں نے "گوش شنوا" اور "دریچہ" کی سرخیوں سے شروع کیا ہے بغور پڑھیں۔ اس کے بعد فرمائیں کہ ثقیل غذاؤں سے ہوئے "دریچہ" کس قدر فاسد ہو گئی ہے۔ مجتہدین اور علمائے کرام کو "مولوی صورت شہرت خواہ"، "مولوی نما انقلاب پسند"۔ "آل انڈیا چوہا کانفرنس" کے معزز خطابات عنایت کئے گئے ہیں۔ یہ خطاب ان حضرات کو عنایت ہوئے ہیں۔ جن کی ضرورت اور احترام کے متعلق وکیل صاحب کو اصرار ہے۔ وکیل صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ "صراط" کے حصہ دار لوگ کون ہیں اور کن لوگوں کی کوششوں سے یہ اخبار نکالا گیا ہے۔ یہ وہی خداوندان کالج ہیں۔ جن کے متعلق بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ کہ سہ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ❊ من انداز قدت را می شناسم

اس اخبار کا موضوع اصلی تحفظ احترام علمار ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر سبحان اللہ یہ فرض منصبی کس دیانت سے انجام دیا گیا ہے۔ یہ بے چارے علمار کس خطا پر مورد عتاب قرار پائے ہیں۔ محض اس لئے کہ وہ کانفرنس میں شریک ہیں۔ وکیل صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس اخبار کے ایڈیٹر کون صاحب ہیں۔ مولوی سید سبط حسن صاحب کے چھوٹے بھائی جناب کامل نصیر آبادی۔ جل جلالہٗ

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہم جناب وکیل صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ علمار کرام و مجتہدین عظام و نواب امام صرف یہی چند ذوات مقدسہ ہیں جو شیعہ کالج کی مجلس علمار کے ممبر ہیں یا دنیا میں جہاں کہیں شیعوں کی آبادی ہے۔ اور بھی علمار دین اور مجتہدین موجود ہیں۔ اور اگر

ہیں تو وکیل صاحب کے نزدیک وہ سب حضرات قابل احترام ہیں یا صرف وہی لوگ جو مجلس علماء کے ممبر ہیں۔ کیا وکیل صاحب کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ جو علماء کلکتہ کی شیعہ کانفرنس میں شریک تھے۔ وہ عالم نہیں۔ واجب التعظیم نہیں۔ اگر ہیں تو فرمایئے کہ ان القابوں سے جو صراط میں ان کے متعلق تحریر کئے گئے ہیں ان کی تضحیک کی گئی یا نہیں۔ اگر تضحیک کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے۔ وکیل صاحب اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیں گے۔ تو ان کو تسلیم کرنا ہوگا کہ صراط کے حصہ دار۔ صراط کی پالیسی کے ڈائرکٹر اور اس کے ایڈیٹر صاحبان سب نے اس فضا کو متعفن بنا رکھا ہے۔ اور سوقیانہ و عامیانہ سرخیوں۔ اغتیاب مومن۔ سب جا ضرو شتم غائب کے مکروہ و نجس دھبوں سے اس جریدہ (مقدس) کے دامن کو آلودہ کرنے کے بعد بھی خداوند عالم سے صراط مستقیم کے لئے طلب ہدایت کی گئی ہے۔ کیوں نہ ہو۔ شریعت تو آپ کے گھر کی لونڈی ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمایئے۔ وکیل صاحب کو یہ شکایت ہے۔ کہ جو لوگ کانفرنس میں شریک ہیں مخالفت شریعت اور اہانت علماء کے مرتکب ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کانفرنس نے کبھی علماء کرام کی توہین نہیں کی اور جب تک کہ کوئی تحریری ثبوت اپنے دعوی کے صدق میں وکیل صاحب پیش نہ فرمائیں جس میں اہانت کی تصریح اور ذات عالم کی تعیین موجود ہو۔ اس وقت تک ان کا دعویٰ بغیر شہادت کے مہمل متصوّر ہوگا۔ اگر وہ کوئی تحریر نہیں پیش کر سکتے تو بجائے ان "شہرت جو خود ساختہ لیڈروں کے جن میں بقول ان کے بیشتر تعداد انہیں کے ہم پیشہ لوگوں کی ایسی ہے جو علمی اور اور قانونی جولانگاہ میں ناکامیاب رہی ہے۔ جو مذہب سے ناآشنا اور تہذیب اسلامی سے ناشناس ہیں" وکیل صاحب اپنی "صلاح نیک" ان حضرات کے لئے محفوظ رکھیں جو باوصف قانون نہ جاننے کے اور باوصف عالم نہ ہونے کے قانونی اور علمی جولانگاہوں میں بے حد کامیاب رہ چکے ہیں۔ جو باوجود مذہب سے آشنا ہونے کے ذاتی مفاد کے لئے مذہب کو قربانی چڑھانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ جو باوجود تہذیب اسلامی سے واقف ہونے کے علماء دین سے گستاخی کرتے ہیں۔ وکیل صاحب جن کی ڈگریوں کی تفصیل کے لئے ایک پوری سطر کی ضرورت ہے۔ کس سادگی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "شیعہ قوم کا اقتصادی۔ معیشی۔ تمدنی و معاشرتی مستقبل کا انحصار شیعہ کالج ہی پر ہے۔ کیا تدبیر منزل و سیاست مدن کے مدارج صرف بے چارے شیعہ کالج ہی کے در و دیوار سے وابستہ ہیں؟"

وکیل صاحب کے جملوں کو ہم بار بار دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ کیا فی الحقیقت ایک بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن) ایف۔ ایس۔ ایس ڈبل ڈاکٹر کے قلم سے یہ جملے نکلے ہیں۔ ہمیں امید نہیں۔ کہ تین یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل

کرنے والا۔ مقدموں میں بال کی کھال نکالنے والا اب تک اس حقیقت سے ناواقف ہوگا کہ اقوام عالم کی ترقی ان کی تعلیمی ادارات سے وابستہ ہے۔ ہاں! جناب۔ ہاں! قوم کی تمام امیدیں شیعہ کالج سے وابستہ ہیں۔ کیونکہ اس وقت ہندوستان بھر میں شیعوں کا ایک ہی تعلیمی ادارہ ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہر فرد قوم کی یہ خواہش ہے۔ کہ شیعہ کالج اپنے منتہائے کمال پر پہنچ کر شیعوں کی نکبت اور زوال کو دور کردے۔ بے شک یہ شیعہ کالج کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس کے اسٹاف میں جناب مولوی سید سبط حسن صاحب کا ایسا قابل شخص موجود ہے۔ بے شک شیعہ کالج قابل مبارکباد ہے کہ جس کے سرپرست اور مربی جناب ناصر الملۃ و نجم الملۃ ہیں۔ یہ وکیل صاحب کی نادانی ہوگی اگر وہ اپنی جگہ پر یہ سمجھیں۔ کہ قوم کو ان حضرات کا معاملات کالج میں برسر اقتدار رہنا ناگوار ہے۔ اب یہ تو ان ذات شریف کا پروپیگنڈہ ہے جو ہر معاملہ میں حضرات علما کو سپر بنا کر غل مچاتے ہیں کہ علماء کی توہین کی گئی۔ اور وکیل صاحب کے ایسے سادہ لوح ان تمام باتوں پر ایمان لے آتے ہیں۔ حضرت قوم کو جو کچھ شکایتیں ہیں وہ خان بہادر نواب مہدی حسن صاحب سے ہیں۔ نہ کہ حضرات علماء سے۔ ان بزرگ پر قوم کو اعتماد و اعتبار باقی نہیں رہا۔ اور ان کے متعلق بے اعتمادی کے ووٹ چند بار پاس ہو چکے ہیں مگر خان بہادر صاحب کسی طرح علیحدہ ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیا وکیل صاحب اس قدر بھولے ہیں کہ اس کی علت غائی ان کی سمجھ میں نہیں آتی ؂

وکیل صاحب فرماتے ہیں کہ نواب مہدی حسن صاحب نے جو بے لوث خدمات کالج میں کی ہیں ان کا ہر ذی فہم کو اعتراف کرنا چاہئے۔ مجھ کو یہ کہتے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ یہ جملہ از سرتاپا غلط ہے۔ سنئے۔ نواب سر فتح علی خان صاحب کے انتقال کے بعد نواب نثار علی خان کو جو اس وقت بالکل نوعمر اور ناتجربہ کار تھے۔ محض یہ کہ کر سکرٹری بنایا گیا۔ کہ یہ اپنے والد بزرگوار کی جانشینی کے مستحق ہیں۔ خوب جانتے تھے کہ یہ صاحبزادے سکرٹری کا کام انجام نہیں دے سکتے۔ لہٰذا کالج کی باگ اپنے ہاتھ میں رہے گی۔

مولوی سید مہدی حسن صاحب تعلیمی امور بالخصوص انگریزی تعلیمی اداروں کے انتظام سے ناواقف محض ہیں اور وہ ہرگز اس کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ کہ کسی انگریزی تعلیمی ادارہ کی نگرانی کرسکیں۔ شیعہ کالج میں سالانہ امتحان کے جو نتائج شائع ہوتے ہیں۔ وہ جوائنٹ سکرٹری صاحب شیعہ کالج کے حسن انتظام پر دال ہیں۔ جوائنٹ سکرٹری صاحب کے استبداد سے تنگ آکر متعدد امنا نے استعفے داخل کئے۔ یہاں تک کہ شیعہ کالج کے طلبا مختلف طریقوں سے اظہار ناراضی پر مجبور ہوئے اور اظہار حق میں کالج سے رسٹیکیٹ ہوجانے کے خطرہ سے خوف نہ کیا۔ یہ چند مثالیں بطور مشتے نمونہ از خروارے سکرٹری

صاحب کی بے لوث خدمات پیش کی جاتی ہیں۔ یہ امر تو شاید وکیل صاحب پر بھی پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ باوجود قوم کی مخالفت کے شیعہ کالج لکھنؤ ہی میں بنایا جانا تجویز ہوا ہے۔ درحالیکہ یہاں انٹرمیڈیٹ کلاس سے زیادہ تعلیم لکھنؤ یونیورسٹی ایکٹ کے مطابق ہونا ممکن نہیں۔ اگر وکیل صاحب ان امور سے ناواقف ہیں تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ وہ ایک ایسے مقدمہ میں حق وکالت ادا کر رہے ہیں جس کی مسل تک اُنھوں نے ملاحظہ نہیں فرمائی ۔

راقم:۔ مرزا مجتبیٰ حسین چنگیزی

صلح حدیبیہ کا ایک نقشہ

اسلام کو عرب سے اور عرب کو اسلام سے بڑی خصوصیت ہے۔ دُنیا کی یہی وہ پہلی زمین ہے۔ جہاں اوہام پرست اور پتھر پوُجنے والے قبائل کے درمیان ایک سچے معبود کی تلقین اور اسلام کی تبلیغ ہوئی۔ یہیں سے اسلام تمام عالم میں پھیلا اور مسلمانوں کے قریب قریب تمام مقدس مقامات اسی سرزمین میں واقع ہیں جن کی زیارت کے لئے ہر سچا مسلمان بے چین رہتا ہے۔ لیکن اس سے ہرگز یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ اس وقت کے تمام انسانوں میں تلون مزاجی نہ تھی۔ وہ سب کے سب با خدا تھے۔ مکروہات زمانہ سے مستثنیٰ تھے۔ ان کے دلوں سے زمانہ جاہلیت کی باتیں محو ہوگئی تھیں۔ وہ بالکل اپنے پتھر کے معبودوں کی طرف سے متنفر ہوگئے تھے۔ نہیں! اس وقت بھی جب کہ حقیقی اسلام کی تلقین و تبلیغ ایک نور واحد کے ذریعہ سیل امواج کی طرح بڑھ رہی تھی۔ کاسد طبیعتیں مغلوب الغیض لوگ۔ حاسد شعار ہستیاں۔ دنیادار نفوس۔ جاہ و تمکنت کے خواستگار افراد دنیا جوئی کی دھن میں لئے ہوئے تھے۔ اور اسلام کی چلتی ہوئی گاڑی کے آگے کاٹھ ڈالنے کی فکریں کرتے تھے ۔

چنانچہ میں جس زمانہ کا واقعہ لکھنا چاہتا ہوں وہ اسلام کا وہ زمانہ ہے۔ کہ بیعت رضوان ہو چکی ہے " لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الی آخرہٖ " کا فرمان آچکا ہے۔ لیکن پھر بھی اس گروہ میں ایسے مخصوص لوگ موجود ہیں۔ جو بے چاری لعینہ نامی کنیز کو جب مارتے مارتے تھک جاتے تھے تو کہتے تھے۔ کہ میں نے تیرا مارنا اس لئے ترک نہیں کیا کہ مجھے رحم آگیا ہے (گویا۔ رحم کا وہاں نام ہی نہ تھا) بلکہ میں تھک گیا ہوں۔ حالانکہ وہ اس مار کا جواب بھی نہایت استقلال سے

یہ دے کر خاموش ہو جاتی تھی کہ "اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لے گا"۔ اور جن کی خشمگیں طبیعتوں سے آنحضرت صلعم کے مشکلات و مصائب یہاں تک بڑھ گئے۔ کہ جناب رسالت مآب صلعم کو محصور ہونا پڑا اور تین سال تک شعب ابو طالب میں پتے کھا کھا کر گذارہ کرتے رہے۔ لکھا ہے۔ کہ بچے جب بھوک سے بے چین ہو ہو کر روتے تھے تو قریش ہنستے تھے۔ لیکن کسی کے کان تک جوں نہ رینگتی تھی۔ مدد کرنا کیسا اور کام آنا کیا معنی۔ جس سے صاف صاف یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جب خود آنحضرت صلعم کے پہلو بہ پہلو اسلام سے ایسی بغض و عناد رکھنے والی ہستیاں اور جناب سرور کائنات صلعم کو اذیت دینے والی ذاتیں کام کرتی رہی ہوں گی۔ تو کیا کچھ نہ دقت اسلام کے پھیلانے میں اجناب رسالت مآب صلعم کو جھیلنی پڑی ہو گی۔ اللہ! اللہ!!

میں اس وقت ان تمام دقتوں کو جو ظاہر بہ ظاہر اسلامی حدود کے اندر داخل ہونیوالی ہستیوں کی وجہ سے جناب رسالت مآب صلعم کو برداشت کرنی پڑی چھوڑ کر صرف ایک دقت کا حال ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور بس اسی ایک دقت سے انشاء اللہ معلوم ہو جائے گا کہ جناب رسول خدا صلعم کی وقعت و عزت کس قدر اس وقت ان حضرات کے دلوں میں تھی جو اپنی گندم نمائی و جو فروشی سے کام لیتے تھے اور جناب صاحب قاب قوسین او ادنیٰ کو دل شکن و روح فرسا صدمات کا مقابلہ اپنی نورانی قوت اور الہامی طاقت سے کہاں تک کرنا پڑا ہو گا۔ آج تیرہ سو برس کے بعد کتابوں میں لکھ دینا اور اس پر روایت و درایت کے پردے ڈال دینا واقعات کو چکنے چپڑے الفاظ کی اوٹ میں چھپا دینا۔ چرب زبانیوں سے رنگ دار بنا دینا اور بات ہے۔ لیکن حقیقت و واقعیت اور بات ہے۔ کوئی اس کے دل سے تو پوچھے جس پر گذرنے والی باتیں گذر گئیں۔ قوت و طاقت نہ رکھتے ہوئے برداشت کرنا اور معنی رکھتا ہے۔ لیکن صاحب اختیار ہو کر "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" کا خطاب پا کر خاموش رہ جانا اور چیز ہے۔

لہٰذا ملاحظہ ہو واقعہ صلح حدیبیہ جس سے صاف صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت کے معمولی سے معمولی لوگ بھی جناب رسالت مآب صلعم کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کی وقعت کی کہاں تک گنجائش ان کے دل میں تھی۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمر خدمت بابرکت جناب رسالت مآب صلعم میں حاضر ہوئے کہنے لگے۔

عمر۔ کیا تو اللہ کا سچا پیغمبر نہیں ہے؟

رسول اللہ صلعم۔ ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔

عمر۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں؟

رسول اللہ صلعم۔ ہاں۔

عمر۔ پھر اپنے دین کو ذلیل کیوں کرتے ہو؟
رسول اللہ صلعم۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میری مدد کرے گا۔
عمر۔ کیا تو نے نہیں کہا کہ ہم کعبہ کے پاس پہنچیں گے اور طواف کریں گے؟
رسول اللہ صلعم۔ بے شک۔ مگر میں نے یہ کب کہا تھا۔ کہ اسی سال یہ ہوگا۔
عمر۔ حقیقت میں تو نے یہ تو نہیں کہا تھا۔
رسول اللہ صلعم۔ تم کعبہ کے پاس ایک دن ضرور پہنچو گے۔ اس کا طواف کرو گے۔

لیکن جب جناب عمر کی تسکین رسول اللہ کی زبان حق ترجمان بالحق والقرآن سے نہ ہوئی تو معاذ اللہ ان کے فرمان کو غیر معتبر جان کر ابو بکر کے پاس آئے اور بولے:۔

عمر۔ اے ابو بکر! کیا یہ اللہ کا سچا پیغمبر نہیں؟
ابو بکر۔ بے شک۔
عمر۔ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں؟
ابو بکر۔ کیوں نہیں۔
عمر۔ پھر ہم اپنے دین کو ذلیل کیوں کریں؟
ابو بکر۔ اے شخص وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اس کے خلاف حکم نہیں کرتے اللہ ان کا مددگار ہے۔ جو آپ حکم دیں اس کو بجالاؤ۔ کیونکہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو اب تک معرفت نبوت نہ تھی۔
عمر۔ کیا وہ ہم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کے پاس پہنچیں گے۔ طواف کریں گے؟
ابو بکر۔ بیشک۔ لیکن آپ نے کب کہا کہ اس سال ایسا ہوگا۔
عمر۔ نہیں۔
ابو بکر۔ تو ایک دن تم کعبہ کے پاس پہنچو گے۔ طواف کرو گے۔

غرض پھر بھی کافی اطمینان نہ ہوا۔ جس کے ثبوت کا پتہ اس سے چلتا ہے۔ کہ جب صلح نامہ لکھکر مرتب ہو گیا تو آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو! اٹھو! اونٹوں کو نحر کرو۔ سرمنڈاؤ لیکن کوئی یہ سن کر نہ اٹھا حتیٰ کہ آپ نے مکرر سہ کرر فرمایا اور ان سب کا ماحصل کتاب روضۃ الاحباب جلد اوّل کے صفحہ ۲۵۸ پر جو ابین آباد کی چھپی ہے۔ یہ درج ہے کہ "عمر خطاب گفت دراں روز امر عظیم در دل من پیدا شد و مراجعت کردم با حضرت مراجعتی کہ ہرگز مثل آں نکردہ بودم انتہیٰ" پس اب حضرت عمر کے اظہار ایمان پر غور کیجئے۔

تشکر۔ اب میں اخیر میں اپنے ان احباب کا جو رسالہ الحافظ یا دیگر اخبار ورسائل

میں عرصہ سے خاکسار کا نام نہ دیکھ کر امتنان خیریت کے باعث ہوئے ہیں۔ تشکر ادا کرتے ہوئے صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحمد اللہ میں خود تو اچھا ہوں۔ مگر ان افکار زمانہ نے جنہیں ہماری اور آپ کی ظاہر بین نگاہیں مصائب سے تعبیر کرتی ہیں کچھ ایسا غلبہ کر رکھا ہے کہ مشقت مزدوری کے ساتھ ساتھ دینی خدمات کی انجام دہی بھی مشکل ہو گئی ہے۔ لہٰذا دُعا کا طالب ہوں۔ انشاء اللہ بعد اجابت دعا ہر ماہ میں حاضر ہونے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ والسلام مع الاکرام

"بیباک" ماہلی

پہاڑی مقامات کی ملکہ!

شملہ

شملہ ہندوستان کا ایک مشہور صحت افزا مقام ہے۔ آج سے سو سال پہلے شملہ ایک گمنام بستی تھی۔ ۱۸۱۶ء کی گورکھا لڑائی میں جب ایک انگریز افسر اپنی فوج سمیت اسی علاقے سے گذرا تو وہ اس مقام کی سرد اور خوش گوار آب و ہوا سے بہت محظوظ ہوا۔ اور اسی طرح حکومت کو بھی اس پُر فضا قطعہ زمین کا علم ہو گیا۔ سب سے پہلے ۱۸۲۷ء میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ایمہرسٹ شملہ پہنچے۔ اسی زمانہ سے لے کر آج تک ۲۵ وائسرائے اپنے عہد حکومت میں موسم گرما شملہ کی وادیوں میں گذارتے چلے آئے ہیں اسی طرح ہر سال موسم گرما میں شملہ دہلی کی بجائے ہندوستان کا دارالخلافہ اور ایک بارونق شہر بن جاتا ہے۔ شملہ موسم گرما میں دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ شملہ تک جو ریلوے لائن لے جائی گئی ہے۔ اس کے شملہ کے سر بفلک پہاڑوں کے گرداگرد چکر کاٹنے کے نظارے عجیب منظر پیدا کرتے ہیں۔ اور انسان یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ فی الحقیقت کالکا شملہ ریلوے لائن موجودہ زمانہ میں سائنس۔ انجینئیری اور فن تعمیر کا ایک معجزہ ہے۔

شملہ کے متعلق اس قسم کا ایک رسالہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں شملہ کی مختصر ہسٹری دی ہوئی ہے۔ اس میں شملہ میں قیام و رہائش وغیرہ کی نسبت ضروری ہدایات درج ہیں۔ نیز اسی رسالہ میں شملہ کے مشہور مقامات کی تصاویر اور ریلوے لائن کے نظارے بھی درج کئے گئے ہیں۔

دلچسپ مکالمہ

رشید۔ مسٹر حامد پہاڑی مقامات کی ملکہ دیکھی۔

حامد۔ کہاں بھئی۔

رشید۔ یہاں! اس ماہ کے الحافظ میں۔ نہیں رسالہ نہیں پہنچا۔

حامد۔ رسالہ تو ابھی تک نہیں پہنچا۔ بلکہ جب سے میں زنتارہ سے یہاں شانگہی تبدیل ہو کر آیا ہوں دو دفعہ اطلاع دفتر میں بھیج چکا ہوں مگر جواب ندارد۔

رشید۔ خوب! جب اطلاع بھیجی جائے پھر تعمیل نہ ہو مگر پچھلے مہینہ کا رسالہ مجھے بھی نہ پہنچا میں نے ایک خط دفتر الحافظ میں لکھا تو تیسرے دن رسالہ مجھے آگیا۔

حامد۔ لیکن مجھے تو بیس دن اطلاع بھیجے ہو گئے۔

رشید۔ بیس دن! اچھا چٹ نمبر بھی لکھا تھا یا خیر۔

حامد۔ نہیں صاحب چٹ نمبر تو نہیں لکھا تھا۔

رشید۔ جبھی تو تعمیل نہیں ہوئی۔ تین چار ہزار ناموں میں سے کیسے تمہارا نام ڈھونڈا جائے حامد تیسرا خط لکھتا ہے۔ جس میں چٹ نمبر بھی لکھتا ہے۔

تیسرے دن لیٹر بکس کھولا تو سب سے پہلے الحافظ ہاتھ پڑا۔

ریاست کپورتھلہ میں محرم الحرام

یہ تو آپ صاحبان پر روشن ہے۔ کہ ریاست کپورتھلہ میں محرم الحرام خاص کر ۶ محرم کو علم مبارک بڑے زور شور پر نکالا جاتا ہے۔ اس سال بھی سابق دستور جناب حاذق حکیم سکرٹری فضل حسین صاحب و برمکان جناب رئیس الحکماء حکیم ارشاد حسین صاحب کے مکان سے ٹھیک ۴ بجے شام نکالا گیا۔ ماتم داران سید الشہداء علیہم السلام کثرت سے مختلف جگہ سے آکر شریک ہوئے۔ جو نسبت سال گذشتہ سے رونق زیادہ ہو گئی۔ علم مبارک کے ساتھ کئی ایک ٹولیاں ماتم داروں کی تھیں۔ صدر بازار سے اس شان و شوکت کے ساتھ جلوس کا گذر ہوا۔ کہ دیکھنے والے ایسا ہی اندازہ لگاتے تھے۔ کہ درحقیقت میں موقعہ کربلا ہے۔ گشت کرتے ہوئے قریباً ۸ بجے شام واپس برمکان رئیس الحکماء جناب حکیم فضل حسین صاحب و حکیم ارشاد حسین صاحب بخیریت تمام پہنچے۔ پولیس کا انتظام قابل تعریف ہے۔ شام کے

کے وقت مومنین کی خدمت پلاؤ۔ زردہ قورمہ وغیرہ سے کی گئی۔
واقعی حکیم صاحب ممدوح کا دم غنیمت ہے۔ جو محرم الحرام میں اس قدر وسیع بندوبست کر کے علاوہ مومنین بیرونجات کے اہل کپورتھلہ میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ ہم برابر دو سال سے مومنین کی خدمت میں عرض کر چکے ہیں۔ کہ جناب حکیم صاحب ممدوح نے اپنی کمال فیاضی و محبت اہلبیت علیہم السلام کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ اراضی مبلغ ۶۰۰ روپیہ کی ملکیت برائے امام باڑہ مسجد وغیرہ سید الشہداء کے نام پر وقف کر دی ہے۔ مگر میں افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں۔ کہ مومنین کی طرف سے محبت جناب سید الشہداء علیہم السلام کا عملی ثبوت نہیں پہنچا۔ آج تک کسی جگہ سے بھی کوئی امداد نہ پہنچی۔ اگر قوم نے توجہ نہ کی۔ تو وہ دن دور نہیں کہ غیر مذاہب والے تمسخر اڑائیں گے البتہ ضلع سارن سے ایک صاحب نے مبلغ دو روپیہ ارسال کر کے اپنا نام محبان سید الشہداء میں درج کرایا ہے۔ جو سکرٹری صاحب نے بڑی خوشی سے قبول کر لئے۔ اب آپ خیال فرمایئے کہ یہ مومنین جن کی تعداد کروڑوں سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ لیکن خالص مومنین کی جماعت تو میرے خیال میں آج کل ۷۲ سے بھی کم ہو گی۔ آیئے اور محبان جناب سید الشہداء کی لسٹ میں اپنا نام درج کرا کر ثواب دارین حاصل کیجئے۔
دعاگو ہیں کہ سری حضور سرکار کپورتھلہ و جناب صاحب وزیر اعظم بہادر و خاندان حضور ممدوح کو جب تک انسان کی زندگی ممکن ہے ہمارے سر پر تا قیامت قائم رکھے جو ہم اپنے مذہبی امورات کو آزادی سے ادا کر رہے ہیں۔ والسلام
راقم وزیر خان داروغہ سرکار کپورتھلہ۔ حال شملہ

خیر الاعتقاد فی تنویر المشابہات فی کمال روح الاتحاد

چونکہ زمانہ غیبت میں امام علیہ السلام کی انتہائی فضیلت کو نواب امام ہی کے ادا میں پیش کرنا مناسب تھا۔ کیونکہ سب سے زیادہ ان پر نیب کی فضیلت کی شناخت اور قدر یہی حضرات کر سکتے ہیں۔ اسی خیال سے رسالہ خیر الاعتقاد مجتہدین کرام کثرھم اللہ تعالیٰ کی خدمات میں روانہ کیا گیا۔ چنانچہ جب سرکار شریعت مدار رہمدار المحققین ناصر الملت والدین شمس العلماء مولانا مولوی السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان کی انظار عالی سے گذرا اور شرف ملاحظہ سے مشرف ہوا۔ اس کے بعد سرکار عالی کا صحیفہ مبارکہ موصول ہوا۔ جو بعینہ حسب ذیل ہے۔

باسمہٖ سبحانہٗ

جناب زبدۃ الابرار الکرام صفوۃ الاخیار الاعلام دام افضالکم مدی اللیالی والایام بعد سلام باکرام واضح ہو کہ رسالہ شریفہ وعجالہ منیفہ خیر الاعتقاد جس کو براہ کرم آپ نے میرے لئے ارسال فرمایا تھا۔ احسن اوقات میں مجھے ملا۔ اور میں نے اس کو بشوق تمام دیکھا اور بہت محظوظ ہوا۔ حق یہ ہے۔ کہ آپ نے نصرت حق و رشاد اور تائید اعتقاد باسداد میں اپنی سعی جمیل کو انتہا تک پہنچا کر تمامی اہل حق کو مسرور و محبور فرمایا ہے خداوند عالم آپ کو اس عمل خیر کی بہترین جزا دارین میں عطا فرمائے اور مومنین مستبصرین کو توفیق عنایت کرے۔ کہ وہ اس تالیف شریف سے مستفید ومستفیض ہو کر تکمیل عرفان معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین سے آپ کو اس حمایت حقہ کاملہ کا صلہ علی الوجہ الاتم ملیگا اور میدان ہدایت وارشاد میں آپ ہمیشہ مظفر و منصور رہیں گے۔ واللہ ولی الفضل والانعام والسلام بخیر ختام ؎

(مہر شریف)

ناصر حسین عفی عنہ لقائہ ۲۷ محرم ۱۳۴۷ھ

مذکورہ کتاب ۲ر کا ٹکٹ بھیجکر یا بیرنگ ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں ؎

ملنے کا پتہ :- حاجی غلام علی ابن حاجی اسمٰعیل مدیر راہ نجات بھاؤنگر۔ کاٹھیاوار ؎

پردہ یا تعلیم

نوشتہ جناب محمد ارشاد علی صاحب علیگ شاہجہانپوری

کچھ عرصہ سے مسٹر عظیم بیگ چغتائی نے ہمدم میں پردہ کے متعلق چیلنج دیکر ہندوستان کے مختلف اسلامی اخبارات میں ایک دلچسپ بحث کا سلسلہ چھیڑ دیا ہے۔ اکثر اشخاص اور مدیران نے مذہبی و دنیاوی پہلو سے اُس کے موافق اور خلاف صفحہ کے صفحے رنگنے کی کوشش کی اور اب بھی کر رہے ہیں۔ مسٹر عظیم بیگ چغتائی کا یہ عالم ہے کہ اگر کسی اہل قلم نے کڑی چوٹ کی تو چیخ اٹھے اور لگے شکایت کرنے لیکن پھر بھی پردہ کے متعلق ایک تصنیف کا اعلان برابر جاری رکھا۔ ذرا ۱۸ر جولائی کا ہمدم ملاحظہ ہو۔ کتاب یا مسٹر چغتائی کی تصنیف جیسی کچھ ہوگی اس کا حال معلوم۔ بقول کسی کے ؏

خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

نہ وہ مانٹیگ چیمسفورڈ کے قانون اصلاحات کا ذخیرہ ہوگی اور نہ مس میو کی مدر انڈیا کی طرح ہندوستان کے گھر گھر سے باخبر ہونے کی مدعی ہوگی ؎

انسان اپنے ہر فعل کا ذمہ دار اور مختار ہے۔ لیکن وہ فعل جسکو عقل سوسائٹی اور مذہب

پسند کرے وہ قابل تقلید ہوتا ہے اور بہت جلد عوام میں ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔ مسٹر چغتائی کے چیلنج سے بہت پہلے مسلمان اپنی بیگمات کو بے نقاب لے جانا باعث فخر سمجھتے رہے ہیں بعض من چلے حضرات نے اپنے بزرگوں کے خوف یا پردہ کی قدرے حرمت کا خیال کرکے لینڈو یا موٹر میں اس طرح بے نقاب لے جانا پسند کیا کہ شیشہ دار کھڑکی سے وہ راہگیر اور دیگر مناظر کو دیکھ سکیں اور راہگیر ان کے حسن و جمال کے نظارہ سے بے بہرہ نہ رہ سکیں۔ ان حالات کو دیکھ کر یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ شرعی بہانہ کی آڑ ڈھونڈھ کر پردہ کو ناجائز قرار دیا جائے۔ آج کل عام طور سے یہ مرض پھیلا ہوا ہے کہ جس بات کو ایک آدمی عمل میں لانا چاہتا ہے اور مذہب میں اس کے خلاف احکام پائے جاتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی طرح یا تو علماء کو دھوکا دیکر ایسے فتاویٰ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے اس کا عمل یارائے جائز قرار دی جائے اور اگر بدقسمتی سے اس کو کوئی ایسا سیدھا سادھا عالم نہ ملا تو کسی ایسی غیر مستند کتاب سے سند تلاش کرکے پیش کر دیتا ہے۔ جو عوام کو تحیر میں ڈال دیتی ہے اگر یہ جولانی طبع کا حال ہے۔ تو مجھے ڈر ہے۔ کہ بہت جلد شراب اور خنزیر کے جائز ہونے کے متعلق اسناد پیش کی جائیں گی۔ اے عالی نظر حضرات! اگر آپ کو کوئی کام کرنا ہے تو کر ڈالئے۔ مذہبی قانون موجودہ ملکی قانون کی طرح حکم عدولی کی پاداش میں فوری سزا تو دے نہیں سکتا۔ اس کا خمیازہ اگر بھگتنا بھی پڑا تو موجودہ زندگی کے بعد ایسی حالت میں مذہبی قانون کو توڑ مروڑ کر خواہ مخواہ ہر ناجائز فعل کو جائز بنانے کی غرض سے پیش کرنا نہ اسلامی نقطۂ نظر سے نہ اخلاقی حیثیت سے قابل ستائش ہے بے نقابی کا سوال کم و بیش شوق یا فیشن سے تعلق رکھتا ہے۔ ہندوستان کے اکثر شہروں میں پردہ کو صرف خیرباد نہ کہا بلکہ موجودہ فیشن کی اتباع کرتے ہوئے بالوں کو بھی ترشوا دیا۔ ایسے لوگوں نے کسی فتویٰ یا قانون کی تلاش نہ کی۔

مسٹر چغتائی نے یہ اب تک مجملاً بھی ظاہر نہ کیا۔ کہ بے نقابی سے ان کے ذہن میں کیا کیا فوائد مضمر ہیں۔ بادی النظر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر بیگم اپنے شوہر کے ساتھ یا تنہا بلا تکلف مکان کے باہر تفریح کر سکے۔ دوسرا فائدہ تندرستی کا بہتر ہونا سمجھا جا سکتا ہے۔

پہلا فائدہ تو کم و بیش اب بھی حاصل ہے۔ اکثر ریل کے سفر میں یا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں یا پہاڑی مقامات کی سیر و تفریح کے ضمن میں ایسے اتفاقات حاصل ہو جاتے ہیں۔ رہا تندرستی کا سوال تو وہ اے جناب بجائے بہتر ہونے کے تنزل پذیر ہو گی۔ کیونکہ سب سے زیادہ پھیپھڑے کا مرض عورتوں کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ اور اس مرض کا لازمی سبب رنج و فکر بتایا جاتا ہے۔ جب عورتیں آزادی سے باہر نکلیں گی اور وہ دوسری مستورات کو اپنے سے بہتر لباس اور قیمتی جواہر زیب تن کئے دیکھیں گی تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اس کا اثر اپنے دل پر نہ لیں۔ علاوہ اس کے پردہ دور ہونے سے دائرۂ احباب میں بھی اضافہ ہوگا۔ اگر بیگم صاحب دوسرے کی دعوت کا زیادہ بڑھ چڑھ کر نہ سہی۔ کم سے کم برابر کا جواب نہ دے سکیں تو دوسری مرتبہ اپنے احباب میں سبکی تصور کریں گی۔ مسلمانوں کی آمدنی

پہلے ہی سے کم اور خرچ زیادہ ہے اور بہت سے گھروں کے خرچ کی گاڑی قرضہ کے گھوڑے کے بل چلتی ہے۔ اور جب دنیا کا رنگ یہ ہوگا تو یا تو شوہر صاحب بیگم صاحبہ کو سلام کرکے کنواروں کی انجمن کے جو لندن میں قائم ہوئی ہے اور جسکا کچھ حال ۲۶ر جولائی کے لیڈر میں صفحہ اول پہ درج ہے ممبر بن جائیں گے اور عورتوں سے ترک موالات کرنے کی تحریک کو کامیاب بنانے کا بیڑہ اٹھائیں گے اور یا ایک دن وہ آئے گا۔ کہ میاں اور بیوی دونوں قرضہ کے سمندر کی اس تہ میں پہنچ جائیں گے جہاں سے باہر لانے کی ہر کوشش تحصیل حاصل ثابت ہوگی۔ گویا پردہ دور کرنے کے معنی بالفاظ دیگر مسلمانوں کی ناگفتہ بہ مالی حالات کا پردہ اٹھا دینا ہوا اور ہزارہا گھروں کو دنیوی بہشت سے بدل کر دوزخ کا نمونہ بنا دینے والا اور پھر ان کو بالکل نیست و نابود کرنے کا آلہ ہوا۔

یہ مانا کہ ملکہ ثریا بے پردہ ہوگئیں یا مصر میں پردہ نہیں ہے یا ترکوں نے پردہ کی دھجیاں کرڈالیں اور جسپر لیڈر کی ہزاروں مرتبہ کی اچھل کود دیکھی گئی لیکن باستثنائے چند افراد ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت میں اور دوسرے اسلامی ممالک کے باشندوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ روپیہ پیسہ کی فکر سے مستغنی ہیں اور ضروریات زندگی کیلئے ان کو کافی روپیہ بآسانی دستیاب ہوجاتا ہے۔ یہاں پر باوجود کوشش کرنے کے بھی پیٹ بھر روٹی مسلمانوں کو نہیں ملتی۔ یہ بھلا کہاں بے نقابی کے مصارف برداشت کرسکتے ہیں۔ ہاں جہاں بے پردگی کا نباہ ہوسکتا ہے وہ مفصلات شہر یا سرحدی مقامات میں۔ وہاں عورتیں اگر باہر نکلکر خود محنت نہ کریں تو گھر کا پورا خرچ حاصل نہیں ہوسکتا۔

اب یہاں پر مسٹر چغتائی فرمائیں گے۔ کہ مسلمانوں کی آمدنی میں اضافہ کرنیکی غرض سے تو یہ تحریک کی گئی ہے۔ لیکن اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بے نقاب ہوکر عورتیں اس طرح پر آمدنی میں اضافہ کرلیں گی۔ جیسا کہ مفصلات یا سرحدی جرگوں کی عورتیں اور پھر اس طرح کی محنت کی متحمل بھی ہوسکیں گی اور ویسا محنت کا کام ان کو شہر میں رہ کر مل بھی جائے گا۔ اگر یہ سب باتیں مہیا بھی ہوگئیں تو کیا شوہر صاحب اور بیگم صاحبہ دونوں اس کو پسند کریں گے۔

چاہیئے یہ تھا کہ بجائے اس بے نقابی کی تحریک کے تعلیم نسواں کی ترقی کیلئے سعی بلیغ فرماتے۔ کیونکہ پردہ دور کرنے کے لئے کوئی انتظام و التیام کی ضرورت نہیں مگر تعلیم کے مسئلہ میں بیحد کاوش درکار ہے۔ ہر انسان اور خصوصاً صنف نازک خربوزہ کی طرح رنگ پکڑتی ہے۔ اگر بے نقابی کی تحریک پر عمل کرکے سب عورتیں ایکدم باہر نکل آویں تو بہت جلد دوسرے مذاہب کے مبلغین کو آسان شکار بڑا شکار مل جاوے۔ ان کو ہر چیز اور ہر بات عجیب نظر آوے اور بہت جلد اس کی فریفتہ ہوکر دام فریب میں پھنس جاویں۔

علم انسان کے دل و دماغ کی بینائی کے لئے وہ چشمہ ہے۔ جس سے ہر چیز کی انتہائی حسن و قبح پر عبور حاصل ہوجاتا ہے۔ اور بآسانی یہ امتیاز حاصل ہوجاتا ہے کہ کون چیز کس قدر مذمت یا تعریف کی مستحق ہے۔ ہماری عورتیں اگر تعلیمیافتہ ہوں تو ان سے ہزارہا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں جن میں سے چند نمایاں یہ ہیں۔

بچوں کی نشو و نما۔ تربیت و تعلیم ابتدائی۔ انتظام خانہ داری۔ کفایت شعاری۔ صفائی۔ تیمارداری وغیرہ علاوہ بریں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ خود ایسے کام کرسکتی ہیں جو حقیر نہیں سمجھے جاتے اور ایسی دستکاری کو

ترقی دے سکتی ہیں جو قابل قدر بھی ہو اور اچھا معاوضہ بھی حاصل کر سکے۔ یہی نہیں بلکہ تعلیمیافتہ ہو کر اپنے شوہر کے دماغی کام میں مددگار اور اس کا ایک دلچسپ ہم نشین اور صائب ہمدرد اور مخلص مشیر بن جاویں۔

عورتوں کا ذہن منطقی قوت۔ حاضر جوابی میں مردوں سے کہیں زیادہ برتر ہر ملک و قوم نے مسلمہ طور پر مان لیا ہے۔ اگر ان کو خردسالی میں مذہبی تعلیم اعلیٰ اور مکمل دیجائے اور ساتھ ہی دنیاوی تعلیم بھی بشرط ضرورت دی جائے تو فی الواقع وہ اس گھر کا جس میں وہ موجود ہوں ایک ایسا لازوال سورج بن جاویں جس کی ضیا پاشی سے تمام گھر والے ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلیں بھی منور ہوتی رہیں اور دوسرے مذاہب کی تاریکی کو نیست و نابود کر دیں۔

ایسی تعلیم کے بعد اگر عورتیں باہر نکالی بھی جاویں تو البتہ دوسروں کی دام تزویر میں پھنسنے کی بجائے وہ خود سچے مذہب اسلام کے جھنڈے کے نیچے بلانے کی عام لوگوں کو دعوت دیں۔ اور ہر مبلغ سے کہیں زیادہ کامیاب ثابت ہوں۔

مسٹر چغتائی اگر صرف عورتوں کو بے پردہ کرنے کی فکر میں ہیں اور شعار اسلام سے کچھ علاقہ نہیں تو اسلام کی آڑ نہ ڈھونڈیں۔ اپنے ازدواجی عورتوں کو بخوشی باہر نکالیں۔ لیکن اگر اسلام کے سچے پیرو ہیں اور چاہتے ہیں کہ عورتیں میدان عمل میں آکر مردوں کا ہاتھ بٹائیں نہ کہ صرف شوہر کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر سیر کے لئے نکلیں تو ان کو لازم ہے کہ وہ اول اعلیٰ مذہبی اور دنیوی تعلیم نسواں کی تحریک کو کامیاب بنا دیں۔

الحافظ۔ اسلام کسی صورت میں بھی عورتوں کو کشف حجاب کی اجازت نہیں دیتا۔

تقریظات

آب کوثر مصنفہ ملک الشعراء حسان الہند جناب چودھری دلو رام کوثری متوطن قصبہ لانڈھیڑی سکھ سمبران ضلع حصار ہمیں بغرض ریویو موصول ہوا ہے۔ کوثری کے نام نامی اور کلام گرامی سے کون واقف نہیں۔ آپ ایک مشہور و معروف ہندو شاعر ہیں۔ لیکن باوجود ہندو ہونیکے آپ کو حضور رسالتمآب صلعم اور اس کی اہلبیت اطہار علیہم السلام سے بے حد تعشق ہے۔ آپ کی نعتیں جا بجا مشہور ہیں۔ روانی کلام اور سلاست زبان کا یہ عالم ہے۔ کہ جس نظم بالغت کو پڑھو۔ اسی سے آب کوثر اور مئے توحید کی نہریں جاری ہوتی نظر آتی ہیں رسالہ قابل دید اور لائق داد ہے۔ کتابت۔ طباعت کاغذ عمدہ ہے۔ یہ قیمت ۵ر ملک علم الدین۔ بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب فرمائیں۔

قرآن اور حسین اس نام کا رسالہ بھی ممدوح نے حال ہی میں تصنیف فرمایا ہے۔ اس کتاب میں قرآن شریف اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا تقابل

بیان کیا گیا ہے۔ فی الواقع آپ کے کلام میں خاص جدت ہے اور فصاحت و بلاغت لبریز ہے۔ یہ رسالہ ہر گھر میں موجود رہنا چاہیئے کہ ایک متبرک اور مقدس چیز ہے۔ کیونکہ ایک ہندو شاعر کی زبان و قلم سے ایک ایسی نایاب اسلامی نظم کا نکلنا ایک معجزہ ہے۔ قیمت صرف ۴ر۔
ملنے کا پتہ :۔ سید ہاشم علی صاحب گیلانی پروپرائٹر شاہی کتب خانہ بیرون دہلی دروازہ لاہور

مخزن تنویر پنجابی

مصنفہ فخر الذاکرین کربلائی مولاداد صاحب المتخلص بہ حقیر ملتانی۔ بزبان پنجابی۔ فضائل و مصائب حضور سید الشہداء علیہ السلام میں نظماً و نثراً حال ہی میں طبع ہوا ہے۔ الفاظ نہایت مؤثر۔ ترتیب بہت دلچسپ ہے۔ ملتانی ذاکری کے شائق ضرور طلب فرما کر مستفید ہوں۔ بہ قیمت عہ کتب خانہ جعفریہ۔ محلہ امام باڑہ۔ شہر راولپنڈی سے طلب کریں ۔

بے مثل اسلامیہ حیدری جنتری

یہ جنتری سال حال ۱۳۵۷ھ کی ہے۔ جو حال ہی میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ تمام تقویمی ضروریات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ایام سعد و نحس۔ گوشوارہ اعمال اور بارہ مہینوں کے قمر در عقرب بھی درج ہیں۔ جناب مصنف آقا شیخ ابوالقاسم حسام مالک مطبع و کتبخانہ حیدری چھتہ بازار حیدر آباد دکن سے بقیمت ۴ر طلب کریں ۔

خلافت حقہ

یہ ۱۶ صفحہ کا مختصر مگر اسم بامسمی رسالہ ہے۔ جس میں مسئلہ خلافت حقہ کے متعلق جناب عمدۃ المتکلمین مولانا مولوی الشیخ عبد الغفور صاحب بنارسی دام فیوضہ کی ایک تقریر کو جمع کیا گیا ہے ۔

انوار الہیہ

یہ ۱۶ صفحہ کا رسالہ حضرت فراق ہلوری کی ایک تقریر کا خلاصہ ہے۔ دونوں رسالے قابل دید اور لائق داد ہیں۔ جن کو جناب سید عترت حسین صاحب ہلوری نے مرتب کیا ہے۔ مینجر دار الاشاعت ہلور ضلع بستی سے ایک ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیجکر مفت طلب کریں ۔

ضروری اعلان!

مومنین پر واضح ہو۔ کہ رسالہ الحافظ کے ذریعہ ایک اشتہار پنجتنی کمپنی بماہ جولائی بعنوان تعویذ کا لاجادو مفت شائع ہوا تھا۔ میں نے ایک تعویذ مینجر صاحب پنجتنی کمپنی نانوتہ ضلع سہارنپور سے صرف ۴ر بھیجکر منگوایا۔ مینجر صاحب کمپنی نے مجھے بذریعہ رجسٹری بھیجا۔ جس کے صرف بازو پر باندھنے سے میری وہ مراد کہ جس کے لئے عرصہ ۵ سال سے میں نے ہزاروں روپیہ برباد کر دیا تھا خداوند کریم نے عنایت فرمائی لہذا آج میں مینجر صاحب کمپنی کو بجائے ۴ر کے مبلغ ۲۵ روپیہ روانہ کرتا ہوں۔ ساتھ ہی اس کے ایک کتاب جام جمشید میں نے منگائی تھی۔ واقعی یہ کتاب سو سال پہلے اور سو سال بعد کا حال بتا سکتی ہے اور اپنی موت حیات دکھ سکھ ایک بچہ سے بڑا تک معلوم کر سکتا ہے علاوہ اس کے ہزاروں عملیات ہیں۔ قیمت ۱۲ر میں منگائی ہے۔ امید ہے جملہ مومنین مینجر صاحب سے تعویذ کالا جادو اور کتاب منگا کر فائدہ اٹھا دیں گے ۔ (از طرف قاضی فضل محمد پیشنماز پنڈی گھیپ) ۔

مینجر صاحب پنجتنی کمپنی۔ قصبہ نانوتہ۔ ضلع سہارنپور

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایکبار
سالم صفحہ	۲۵	۱۶	عللہ	للعہ
نصف صفحہ	۱۶	۱۰	۶	عہ
چوتھائی صفحہ	۱۰	۶	للعہ	۸

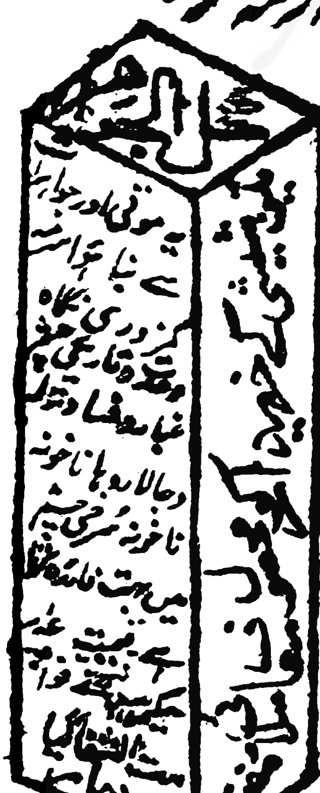
(مینجر)

الحافظ

جلد اول کے پرچہ جات نمبر ۲-۳-۵-۸-۹-۱۲ یعنی بابت اپریل۔ مئی۔ جولائی۔ اکتوبر۔ نومبر و فروری ۱۹۲۵ء اور جلد دوم و سوم مکمل فراہمی موجود ہیں۔ ۴ر براے جلد اول یعنی ناتمام دفتر میں موجود ہے وعہ براے مجلد دوم و سوم منی آرڈر آنے پر اور ۲ر فی جلد زیادہ بذریعہ وی۔ پی روانہ ہو سکتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ کیونکہ ذخیرہ کے ختم ہونے پر افسوس ہوگا۔ الحافظ کی ان قیمتی مجلدات میں وہ معرکۃ الآرا مضامین درج ہیں کہ بمشکل ہاتھ لگیں گے۔ ان کے ہمراہ ایک عدد تصویر شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ بھی مفت روانہ ہو گی۔

(مینجر الحافظ لاہور)

منافع نذر درگاہ جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ آگرہ



حجۃ الاسلام و شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب کا فرمانا

سرمہ کحل الجواہر

میرے بعض ثقہ احباب و اصحاب نے استعمال کیا ہے خصوصاً کمزوری نگاہ سرخی چشم و آنکھوں سے جریان مار کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ اس کے بعد میں نے خود بھی چند مرتبہ استعمال کیا مفید پایا۔ (مہر و دستخط)

حب مقوی اعضاء رئیسہ و باہ کو بے حد قوی کرتی اور بعد فراغت ایک گولی کھانے سے ضائع شدہ کمی کو پورا کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی عہ الحافظ کا حوالہ دیجیے۔ پرچہ استعمال ہمراہ دو یا تین روپیہ کے خریدار کو محصول معاف۔

حب مانع احتلام احتلام کتنا ہی کثرت سے ہوتا ہو چند روز کے استعمال سے اطمینان ہو جاتا ہے۔ فی شیشی عہ

حکیم سید نواب بیت الشفاء گیا۔ بہار

برکاش سٹیم پریس لاہور ... باہتمام ... پرنٹر و پبلشر ... سے شائع ہوا